TEXT CROSS WITHIN THE BOOK ONLY

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222533
UNIVERSAL LIBRARY

محکمہ زراعت سرکار عالی

پرچہ نشان (۱۸) بابت ۱۳۴۵ف فصلی

پریمی کسان

ایک زرعی ڈرامہ

از

محمد حیدر حسن نشتر

مطبوعہ

دارالطبع سرکار عالی

Checked 1975

محکمۂ زراعت سرکارِ عالی

پرچہ نشان (۱۸) بابتہ سنہ ۱۳۴۵ فصلی

پریمی کسان

ایک زرعی ڈرامہ

از

محمد حیدر حسن نشتر

مطبوعہ

دار الطبع سرکارِ عالی

۱۲۱۹۸
تنقیح ہئیت
۳۵۱ن

مُقدّمہ

ہندوستانی سررشتہ جات زراعت میں زرعی ترقیوں کو رواج دینے کے لئے مختلف طریقے اختیار کئے گئے ہیں۔ تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ کاشتکار کے اپنے حالات کے تحت اُس کے کھیت میں عملی مُظاہرہ کا کرنا سب سے زیادہ موثر طریقہ ہے۔ کیونکہ اس صورت میں شروع سے آخر تک کل کارروائی کاشتکار اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ اس لئے اس قسم کا کامیاب مُظاہرہ اس کو متاثر کئے بغیر نہیں رہتا۔ یہی وہ اصُول کار ہیں جس پر خاص طور سے سررشتہ زراعت ریاست حیدر آباد اس ریاست کو زرعی ترقیوں سے دوچار کرنے کے لئے عمل پیرا ہے اور ساتھ ہی ساتھ دوسرے تبلیغی طریقے بھی جاری کئے ہوئے ہے کیونکہ وہ بھی اپنی اپنی جگہ پر کچھ نہ کچھ مفید ہی ہیں۔

دہقانوں کی علمی بے بضاعتی و بے استعدادی کے اعتبار سے دوسرے وسائل اس قدر وسیع ثابت نہیں ہوئے مثلاً زرعی مضامین وغیرہ کی مفت تقسیم ہی کو لے لیجئے۔ جاہل کاشتکار انہیں خود پڑھ نہیں سکتے کسی دوسرے ہی سے پڑھوا کر سُنیں تو سُنیں پھر کتنے شوقین ملتے ہیں جو جدید ترقیوں سے دلچسپی لیتے ہوئے اس زحمت کو گوارا کرتے ہیں اب رہیں تقریریں۔ ایک دہقانی تقریروں کو خشک باتوں سے زیادہ وقعت نہیں دیتا اور اتنی دیر خاموشی سے بیٹھنا گویا اس کے صبر کا امتحان ہوتا ہے۔ ہاں میجک لالٹینوں کے ذریعہ سے تصاویر کی نمایش جن کے ساتھ کچھ نہ کچھ زبانی تشریحات بھی بیان کیجاتی ہیں۔ ابتداءً دہقانوں کو اپنی طرف متوجہ کرلیتی ہیں لیکن کچھ دیر کے بعد وہ اس سے بھی گھبرا جاتے ہیں اور تبدیلی کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ ان تمام صورتوں میں غالباً سینما کی تصاویر سب سے زیادہ اُن کے لئے دلچسپ ثابت ہوتی ہیں۔ لیکن چلتی پھرتی تصویروں کی رفتار اُن کو چوندھیا دیتی ہے ان کا ناتربیت یافتہ دماغ ہر وقت انکو فوراً سمجھ لینے کیلئے

تیار نہیں رہتا۔ اس میں شک نہیں کہ کچھ عرصے کے بعد جب کہ تعلیم عام ہو جائیگی۔ وہ ان چیزوں کی قدر و منزلت کو سمجھنے لگیں گے۔ لیکن فی الحال تو یہ چیزیں اُن کے لئے کم و بیش اجنبی ہیں۔

ڈراما کو (جس کو ہندی میں ناٹک کہا جاتا ہے) ہمیشہ ہندوستانی ادب میں صفِ اوّل میں جگہ دی گئی ہے۔ ہندوستان کے طول و عرض کے کل مواضعات و قریوں میں سوانگ بھرنے کا عام رواج رہا ہے۔ اس قسم کی نقالی دیہاتی خود ہی کرتے رہتے ہیں۔ مثال کے طور پر رام لیلا۔ کرشن لیلا۔ کنس لیلا۔ اور اندر سبھا کے نام پیش کئے جا سکتے ہیں۔ سررشتہ زراعت ریاست حیدرآباد نے بھی اس کا تجربہ کیا کہ کس حد تک یہ چیز زرعی تبلیغی اغراض کو پورا کر سکتی ہے اس نے پہلی بار مرکز ترقیات دیہی پنچپر و میں اس کو عملی جامہ پہنایا۔ اس نے دیہی ترقی سے متعلق مختلف مضامین پر جس میں زراعت بھی شامل تھا۔ چھوٹی چھوٹی کہانیاں لکھکر بطور نقالی کے پیش کیں جن کو بڑی بڑی جماعتوں نے دلچسپی کے ساتھ دیکھا۔ اس پہلی کوشش کو ہمت افزا پاتے ہوئے سررشتہ نے نمایش مرغان و باغبانی حیدرآباد (دکن) میں ایک نقل "پریمی کسان" کے نام سے پیش کی۔ جو حیدر حسن صاحب منشی نے اس خاص موقع کیلئے تصنیف کی تھی۔ ۲۴ جنوری ۱۹۳۵ء کو یہ کھیل منظر عام پر پیش کیا گیا جو ہر طرح کامیاب رہا اور لوگوں میں خوب اس کی تعریف و تحسین ہوئی۔

اس تماشے کا مقصد یہ ہے کہ "عوام الناس کو سررشتہ زراعت کی کارگذاریوں سے بالعموم واقف کرایا جائے تاکہ کاشتکاروں کے دلوں میں جدید ترقی یافتہ اصول کاشت باغبانی۔ پرورش مرغان وغیرہ کو کام میں لانیکا شوق پیدا ہو اور زراعت کی تعلیم حاصل کئے ہوئے لوگ (زرعی گریجویٹ وغیرہ) بجائے اس کے کہ سرکاری ملازمتوں کی تلاش میں اپنا وقت ضائع کرتے پھریں۔ اپنی محنت سے حاصل کئے ہوئے فن سے مستفید ہونے کی کوشش کریں۔" راج "اس داستان کا ہیرو ایک زرعی گریجویٹ ہے۔ جو سرکاری ملازمت کے حصول میں ناکام رہتا ہے۔ اس کا باپ اس سے ناراض ہوکر

اس پاداش میں اُس کو گھر سے نکالدیتا ہے کہ اس نے تعلیم حاصل کرنے میں اُس کا بہت سارو پیہ صرف کردیا اور یہ کہ جدید اصول کاشت کی خوبیاں بیان کرتا ہے اور تمام قدیم طریقوں کی مذمت کرتا ہے "راج" اپنی ماموں زاد بہن کی محبت میں گرفتار ہے مگر اُس کا ماموں اُس کو اپنی بیٹی دینے سے انکار کردیتا ہے تاہم یہ وعدہ کرتا ہے کہ اگر وہ اپنے آپ کو ایک کامیاب کاشتکار ثابت کر دکھائے گا تو وہ دوبارہ اس مسئلہ پر غور کریگا۔ "راج" افسران سررشتہ زراعت کے مشورہ سے کاشتکاری شروع کردیتا ہے اور کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے۔ اس کے باپ اور ماموں دونوں اس سے خوش ہوجاتے ہیں اور اُس کی محبوبہ سے اُس کی شادی ہوجاتی ہے۔

قصہ دلچسپ اور سبق آموز ہے اور کافی خوبی کے ساتھ اسٹیج پر دکھایا جاسکتا ہے اصل تصنیف اُردو زبان میں ہے جس کا ترجمہ انگریزی میں کیا گیا ہے۔ اس کو اس توقع پر شائع کرایا جارہا ہے کہ یہ ان لوگوں کے لئے کارآمد ہوگا جو ہندوستان کی دیہاتی زندگی کی ترقی کے لئے کوشاں ہیں فقط

نظام الدین حیدر
ناظم زراعت سرکارعالی
۲۰ نومبر ۱۹۳۵ء

کردار

(۱) کشٹیا۔ دیہات کا ایک کاشتکار۔
(۲) سبھا۔ کشٹیا کا بہنوئی کسان۔
(۳) راج۔ کشٹیا کا بیٹا گریجویٹ۔
(۴) رتنیا۔ ایک زرعی گریجویٹ امیدوار ملازمت۔
(۵) منتظم۔ سرکاری دفتر کا منتظم۔
(۶) سکریٹری۔ فارمنگ اسوسیشن کا معتمد۔
(۷) منیجر۔ فارمنگ اسوسیشن کے دفتر کا منیجر۔
(۸) درگا۔ ایک گاؤں کا ترقی یافتہ کاشتکار۔
(۹) کرمیا۔ درگا کا دوست مالدار زمیندار۔
(۱۰) پٹیل۔ موضع کا پٹیل۔

(۱۱) نائب ناظم۔ ملازم سررشتہ زراعت۔
(۱۲) راج کی ماں۔
(۱۳) بابی۔ سبھا کی لڑکی۔
(۱۴) چپراسی۔ متعینہ فارمنگ اسوسیشن۔
(۱۵) دیشمکھ۔ موضع کا دیشمکھ۔
(۱۶) جگیا۔ کرمیا کا مصاحب۔
(۱۷) بالیا۔ کرمیا کا مصاحب۔

پریمی کسان

ایکٹ پہلا

منظر اوّل

زراعت کے دفتر کی عمارت کے صحن میں امیدواروں کا کثیر مجمع سب ایک ساتھ باتیں کر رہے ہیں۔ راج ایک طرف سے آتا ہے اور مجمع کو دیکھکر جھجھک جاتا ہے۔ جیب سے اخبار نکال کر ورق اُلٹ کر پڑھتا ہے۔

راج ۔

(پڑھتے ہوئے) "ضرورت ہے محکمۂ زراعت سرکار عالی کو ایک فیلڈمین کی جس کی تنخواہ کا گریڈ ساٹھ تا سو روپیہ ہوگا صرف وہی لوگ درخواست کر سکتے ہیں جو صداقت نامہ ملکی مصدقہ جناب تعلقدار صاحب باغات یا ضلع پیش کر سکتے ہوں امیدواروں کا زرعی گریجویٹ ہونا لازمی ہے درخواست گذاروں کو چاہئے کہ معہ درخواست اور اسناد وغیرہ بتاریخ ۲۰ اسفندار بوقت دو بجے دن دفتر زراعت میں حاضر ہوں۔" (گردن پھیر کے مجمع کو دیکھ کر) ساٹھ روپیہ کی ایک جگہ کے لئے اتنے امیدوار اور پھر زرعی گریجویٹ ان گریجوٹوں نے ناک میں دم کر دیا ہے۔ جہاں کہیں بھی جگہ ہو بھرنے کو تیار رہیں۔ چاہے وہ آسمان و زمین کے درمیان ہی کی کیوں نہ ہو۔

(ایک عجیب الہیئت امیدوار سے) جناب کا اسم مبارک؟

رتنیا —

میرا نام مسٹر رتنیا ایل۔ اے جی ہے اپنے خاندان میں میں پہلا گریجویٹ ہوں۔

راج —

اچھا بڑی خوشی کی بات ہے۔ جناب کا دولت خانہ مکان ہی یہ ہے؟

رتنیا —

جی میں ایک ایسے گاؤں کا رہنے والا ہوں جہاں آج تک کوئی گریجویٹ نہیں ہوا۔

راج —

یعنی کہاں"

رتنیا —

موضع کرم کلاّ پلی پرگنہ گلاب نگر ڈاک خانہ اصیل آباد تعلقہ سپوٹا ضلع کرڈن صوبہ انیکو بیٹر۔

راج —

اچھا تو آپ وہیں سے نکلے ہیں!

امیدوار ۱ —

مگر آپ کی صورت تو یہ بتاتی ہے کہ آپ انجینیرنگ کلاس کے کسی نئے طالبعلم کے ہاتھ کی پہلی مشق ہیں۔

امیدوار ۲ —

ہر جگہ ایک مقام ایسا ہوتا ہے جہاں کے بیوقوف مشہور ہوتے ہیں۔ شاید آپکا وطن ایسی ہی جگہ ہے؟

راج —

آپ لوگ بڑے خراب آدمی ہیں۔ توہین کرتے ہیں ایک بھلے مانس کی۔ آپ ایسی جگہ کے رہنے والے ہیں جہاں بیوقوفی کیلئے کسی خاص تعلیم کو

مخصوص کیا جا سکتا ہی نہیں۔

رتنیا۔

جی معاف کیجے گا آپ نہایت ناشایستہ واقع ہوئے ہیں آپکو.......

امیدوار۳۔

ناشایستہ! (بلند آواز سے سب کو پکار کر۔) حضرات ادھر تشریف لائیے۔
ناشائستہ صاحب سے ملئے۔

سب۔ (سب امیدوار آکے رتنیا کو گھیر لیتے ہیں۔)
کون ہے بھائی کون ہے کون صاحب ہیں۔

ایک

(اشارہ کرکے) جناب ہیں۔

دوسرا۔

جناب کا اسم شریف ناشایستہ ہے؟

تیسرا۔

جی نہیں آپ کو بن مانس کہتے ہیں۔

چوتھا۔

ہٹو جی۔ تم لوگوں میں ذرہ بھی تہذیب نہیں یہ کونسی شرافت ہے کہ ایک بیچارے سیدھے سادہ آدمی کو دیکھکر اُلّو بنانے لگے۔ خدا نے اُن کو شکل ہی ایسی دی ہے۔ اس میں ان کا کیا قصور؟ جاؤ تم لوگ سب ہٹ جاؤ یہاں سے۔

پانچواں۔

واہ ہٹ کیسے جائیں ایسے لوگ کہیں بار بار تھوڑے ملتے ہیں۔

تیسرا۔

بھائیصاحب اصل بات یہ ہے کہ یقینی ڈارون صاحب کا نظریہ سچّا ہے۔

دوسرا۔
(رتنیا کو دیکھکر) واللہ تم نے سچ کہا۔ یعنی کوئی فرق نہیں۔
چوتھا۔
میں نے یا تو ٹارزن کے فلم میں دیکھا تھا یا اب۔
پانچواں۔
واللہ اچھا جانور ہے۔
رتنیا۔
(غصّہ سے) ذرا زبان سنبھالئے۔
راج۔
(اپنے ساتھیوں سے) اور بولتا بھی ہے۔
رتنیا۔
بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ لوگ گریجویٹ ہو کے ایسے بدتمیز واقع ہوئے ہیں
سب۔
(ہم آواز ہو کر) اہا ہا ہا
(سب کے ایک ساتھ شور و غل میں منتظم صاحب سامنے کے دروازہ سے برآمد ہوتے ہیں اور ایک بڑا سا کاغذ ہاتھ میں لئے ہوئے سب کو مخاطب کرتے ہیں)
منتظم۔
آپ لوگوں کی درخواستیں صاحب نے ملاحظہ فرمالیں۔ پانچ نام منتخب فرمائے ہیں ان میں سے کسی ایک کا تقرر ہوگا۔ مسٹر بخشی۔ بی۔ ایس۔ سی آکسفورڈ۔ مسٹر آچاریہ۔ بی۔ اے۔ جی ڈپلوما ہولڈر۔ کنٹب۔ مسٹر شنکر ایم۔ ایس۔ سی۔ نیویارک۔ مسٹر سلیمان بی۔ اے۔ جی۔ بی۔ ایس۔ سی۔ ایم۔ اے۔ ایڈن برا۔ ڈاکٹر شیر خاں ایم۔ ایس۔ سی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ (لنڈن) معائنہ کے واسطے ٹھیریں اور باقی حضرات جا سکتے ہیں۔

راج۔

یہ تو معلوم ہی تھا کہ بی۔اے جی کامیاب کرنے کے بعد ایک ساٹھ روپیہ کی جگہ بھی نہ مل سکیگی۔

(سب امیدوار افسردہ ہوکے واپس ہوتے ہیں مگر رتنیا مجمع میں گھتا ہوا منتظم کے پاس پہونچتا اور کہتا ہے)

رتنیا۔

جناب کو شاید سہو ہو گیا ہے۔ غلطی سے آپ رتنیا کا نام پکارنا بھول گئے ہیں یہ میں نے ناگپور کالج سے ایل اے جی کامیاب کیا ہے۔ میں ملکی ہوں۔ اور میری تعلیم بھی ملکی ہے۔ مجھے بھی صاحب نے منتخب کیا ہوگا۔ آپ ذرا غور سے کاغذات لاحظہ فرمائیے۔

منتظم۔

اس وقت تو صاحب نے مجھے آپ کا نام نہیں بتایا اب آپ تشریف لیجائیے اگر آپ منتخب ہونگے تو مراسلہ بھیجدیا جائیگا۔ مگر آپ کو تو حیدرآباد کے باغ عامہ جانا چاہیے۔ وہاں آپ کو ضرور جگہ ملجائیگی اور رہنے کے لئے سرکاری مکان بھی ملیگا۔

رتنیا۔

واقعی؟ کیا وہاں کوئی جگہ خالی ہے؟

منتظم۔

بے شک۔ وہاں کے حکام تو ہمیشہ ایسے لوگوں کی تلاش میں رہتے ہیں جو پبلک کے لئے دلچسپی پیدا کرسکیں۔ وہاں حال ہی میں باغ کے ایک حصہ میں ایک خاص محکمہ قائم کیا گیا ہے۔

رتنیا۔

آپ کا بہت بہت شکریہ۔ یہ سنکر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ میں ابھی وہاں کے

منتظم — مہتمم صاحب کے پاس جاتا ہوں۔

رتنیا — ضرور جائیے۔

منتظم — (رخصت ہوتے ہوئے) وہاں کے افسر کے نام اگر آپ ایک سفارشی خط دیدیں تو بہت مہربانی ہوگی ورنہ کم از کم تعارفی خط تو دے ہی دیجئے۔

رتنیا — اس کی آپ کو ضرورت ہی نہیں۔ آپکی اپنی وجاہت۔ میرا مطلب یہ ہے کہ آپکی قابلیت ہی بہت کافی ہے کہ آپ کو وہاں جگہ مل جائے۔

(پردہ)

ایکٹ پہلا

منظر دوم

(ایک ٹوٹے ہوئے مکان کے دروازہ کے پاس راج کا باپ کشٹیا زمین پر
بیٹھا ہے - ہاتھ میں ایک دیہاتی چٹا لیئے ہوئے راج کی ماں کو پکارتا ہے
اندر سے راج کی ماں چمٹے میں انگارہ لیئے ہوئے آتی ہے اور کشٹیا کا چٹا جلا کے
انگارہ زمین پر توڑتی ہوئی بیٹھ جاتی ہے)

~~راج~~ -
آج دیکھیں رجوے کو نوکری ملتی ہے یا نہیں -

کشٹیا -
(غصّہ سے) رام کرے نہ ملے -

ماں -
ایسا نہ کہو - ایشور نے ہمکو ایک ہی تو بیٹا دیا ہے اُسے بھی بددعا دیتے ہو

کشٹیا -
تو بیٹا کیا اسی لئے ہوتا ہے کہ باپ سر کا پسینہ پیر تک بہا کے چار پیسے
کمایا کرے اور بیٹا سب اڑایا کرے -

ماں -
تو کونسی دولت اُس نے اُڑا دی ہے -

کشٹیا -
جو کچھ تھا اُسی نے تو اڑایا ہے -

ماں ۔ پڑھنے لکھنے میں روپیہ خرچ کرنا بیکار نہیں جاتا۔ کبھی تو کام آئیگا۔

کشٹیا۔

(طنز سے) کام آئیگا ہونہہ! پڑھنا لکھنا ان کے بیٹے کو لاٹ صاحب کا بچہ بنا دیگا۔ چار برس کی پڑھائی میں مجھے بالکل کنگال کر دیا۔ پڑھائی پڑھائی کہہ کہہ کے ساری کمائی مٹی میں ملا دی۔ اب کہتا ہے کہ میں بی۔ اے پاس ہوں۔ کوٹ پتلون پہنتا ہے۔ صاحب بنتا ہے۔ ٹوکری اٹھانے کی اوقات اور چلا ہے صاحب بنے۔ ایسے ہی لوگ جب کاغذ پر کچھ لکیریں کھینچنا سیکھ کر عہدہ دار بنجاتے ہیں تو زمین پر قدم نہیں رکھتے۔

ماں۔

ارے' اس بیچارے کو عہدہ داری دیتا ہی کون ہے۔

کشٹیا۔

جتنے دن پڑھا ہے جب اتنے ہی دن ٹھوکریں کھائیگا تب عقل آئیگی'
(سامنے دیکھکر) وہ دیکھو آرہا ہے۔

ماں ۔

(سامنے نظر اٹھاکے خوش ہوتی ہوئی) ایشور کرے نوکری مل گئی ہو۔

(راج داخل ہوتا ہے)

ماں ۔

رجوے۔ رجوے۔ نوکری ملی؟

راج۔

(افسردگی و طنز سے) نوکری ملی! مجھ غریب کو کیوں ملیگی۔ ملے گی اُن کو جن کے پاس دولت ہے کہ ولایت سے پڑھ پڑھ کے آئے ہیں۔

کشٹیا۔ پھر جب تو یہ حال جانتا تھا تو گیا کیوں تھا؟ میں اسی لئے تو تجھکو پڑھاتا نہیں تھا۔ اب اپنے ماموں کو قبر سے نکال اور ان سے کہہ کر مجھکو جب پڑھنے بٹھایا تھا تو اب نوکری بھی دلواؤ۔

ماں۔

گڑے ہوئے مردوں کو کیوں اُکھاڑتے ہو۔ ماموں کوئی دشمن تو تھے نہیں اُنھوں نے جو کچھ کیا بھلائی کے لئے کیا۔ (راج سے) ہاں بیٹا کیا ہوا کیا تم نوکر نہیں ہوئے۔

راج۔

نہیں اماں۔ ولایت کے پڑھے ہوئے آدمی کے سامنے مجھے کون پوچھتا۔

ماں۔

یہ ولایت کے پڑھے ہوئے ولایت ہی میں نوکری کیوں نہیں کر لیتے میرے بچے کی چھاتی پر کودون دلنے کیوں آتے ہیں۔

کشٹیا۔

تمھارا بیٹا بس ساری دنیا سے نرالا ہے کہ وہ پہنچے اور سب آنکھیں بچھادیں ہونہہ! اس کے ایسے لاکھوں ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہونگے۔ سرکاری نوکری کوئی کھیل ہے جو مل جائے۔

ماں۔

پھر بیٹا اب کیا کروگے؟

راج۔

اماں میں کیا بتاؤں کیا کرونگا۔ میں نے پتاجی کا سیکڑوں روپیہ خرچ کیا۔ امید تھی کہ اچھی نوکری مل جائیگی لیکن نہیں ملی۔ اب بیٹھے بیٹھے کہانتک کھاؤنگا۔ آج سے پتاجی کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے

کھیت کا سارا کام میں خود کرونگا۔

کشٹیا۔

پھر پہلے نہ سوچ لیا۔ میری بات کبھی نہیں سُنی۔

ماں۔

اچھا اب ہو چکا تم تو جیسے اُس کے پیچھے ہی پڑ گئے ہو۔ چار برس کے بعد وہ گھر آیا تھا تو تم اس وقت بھی بُرا بھلا کہنے لگے تھے اتنے دنوں کے بعد آیا ہے باپ ہو کچھ تو مروت کرو۔

راج۔

نہیں اماں قصور میرا ہی ہے۔ میرے اوپر تتنے جو کچھ خرچ کیا ہے سمجھ لو کہ میں اس کا قرضدار ہوں۔ جب تک ادا نہ کرونگا۔ مجھے چین نہ آئیگا۔

کشٹیا۔

ایسے ہی تو بڑے حیادار ہو نا ؟

ماں۔

توبہ ہے بات بات پر طعنہ دینا کونسا انصاف ہے۔ چلو گھر کے اندر چلو۔

(کشٹیا اور راج کی ماں دونوں جاتے ہیں)

راج۔

(خود بخود) بڑی مشکل ہے۔ اب کروں تو کیا کروں۔ نوکری ملتی نہیں۔ پھر بھی کہدیا کہ پتا جی نے جتنا روپیہ خرچ کیا ہے سب ادا کر دونگا۔ بغیر کسی آمدنی کے کیسے ادا کرونگا۔ اور پھر زندگی کیسے بسر کرونگا؟ مگر ایشور تو ہے۔ وہ ضرور مدد کریگا۔ نوکری نہ ملی نہ سہی۔ اُس نے رزق کا وعدہ کیا ہے۔ ملازمت کا نہیں۔

(بابی سامنے سے پانی بھرنے کے لئے جاتی ہوئی نظر آتی ہے اُس کی کمر پر گھڑا ہے اور ہاتھ میں رسّی چلتے میں رسّی کھُل جاتی ہے اور زمین پر پھیل جاتی ہے۔ بابی ایک "اُسحفہ" کے ساتھ گھڑے کو زمین پر رکھکر رسّی کو دُہرانے لگتی ہے۔ راج بابی کو دیکھتا ہے۔ چار سال میں تغیر ہوجانیکی وجہ سے ذرا توقف کے بعد پہچان لیتا ہے)

راج۔

(خود بخود) کون؟ بابی؟ افوہ چار برس میں یہ اتنی بدل گئی۔ ایشور نظر بد سے بچائے۔

(رسّی کے اُلجھ جانے کی وجہ سے بابی جھنجھلا کے سُلجھا رہی ہے۔ راج ایک ڈھیلا پھینک کر گھڑے کو توڑ دیتا ہے۔ بابی رسّی لئے ہوئے غصہ میں راج کی طرف آتی ہے)

بابی۔

کیا اندھے ہو؟ دکھائی نہیں دیتا کہ گھڑا رکھا ہے؟ ڈھیلا کیوں پھینکا ادھر

راج۔

(منہ پھیرے ہوئے) جی چاہا پھینکدیا۔

بابی۔

اے۔ میں بتائے دیتی ہوں۔ زبان سنبھال نہیں تو رسّی سے اتنا مارونگی کہ........

راج۔

اور میرے تو جیسے ہاتھ پیر ہیں نہیں؟

بابی۔

(غصہ میں بہ آواز بلند) ارے للتو املیا!........

راج (مُنہ چڑھاتے اور نقل کرتے ہوئے) للتوا ملّیا۔

بابی۔

بدمعاش لُچّا شہدا (پلٹ کر جانے لگتی ہے)

راج۔

(پکارتے ہوئے) اری مینا!

(بابی رُک جاتی ہے اور فوراً لپک کر راج کے پاس پہنچکر غور سے اُسکی صورت دیکھکر پہچان لیتی ہے)

بابی۔

ارے۔ تم!

راج۔

ہوں۔ میں۔

بابی۔

تم۔ ہاں ہاں تم۔ راج تم کب آئے۔ تم تو بالکل بدل گئے۔ تمھارے مونچھیں بھی نکل آئیں۔ پہلے تمھاری عجب قطع تھی۔ سب تم کو ٹیاں کہتے تھے۔ مگر اب تو تم ٹیاں کہنے والے نہیں رہے۔

راج۔

تم بھی تو مینا کہنے والی نہیں رہیں۔

بابی۔

تم کب کے آئے ہوئے ہو اور ہمارے گھر پہ جھانکے تک۔ نہیں۔

راج۔

میں پرسوں شام کو تو گھر آیا اور کل صُبح کو شہر چلا گیا۔ نوکری ڈھونڈھتا رہا اس لئے تمھارے پاس آنے کا موقع نہیں ملا۔

بابی پھر نوکری ملی؟

راج ۔

نوکری کہاں اور کیسے ملتی ہے۔

بابی ۔

تو نوکری کر کے کیا کروگے۔ چار برس کے بعد تو گھر آئے ہو اب نوکر ہو جاؤ گے تو پھر چلے جاؤ گے۔ واہ بڑے بے مروّت ہو۔

راج ۔

نہیں اب تو نوکری نہیں کرونگا۔

بابی ۔

پھر کیا کروگے۔

راج ۔

دن میں کھیتی کرونگا۔ رات میں بابی کا مالا جپونگا۔

بابی ۔

(شرماکر) بڑے شریر ہو۔

آواز ۔ (دور سے) اری۔ بابی .... اُو بابی۔

بابی ۔

ماں بُلاتی ہیں۔

راج ۔

ٹھیرو میں بھی ماماں کے پاس چلونگا۔

(بابی لپک کے چلی جاتی ہے اور راج بھی اُس کے پیچھے روانہ ہو جاتا ہے)

(پردہ)

ایکٹ پہلا

منظر سوم

(دوپہر کے وقت کھیت پر راج کی ماں کشٹیا کے لئے کھانا لیکے آتی ہے کشٹیا تھکا ہوا سایہ دار درخت کے نیچے آکے ٹھیرتا ہے اور جلدی جلدی کھانا کھاتا ہے)

کشٹیا۔

بڑی مصیبت ہے۔ کھیتوں میں ناگر چلانے کا وقت گذرا جارہا ہے۔ آج روٹی کیسی پکائی ہے۔ دیکھ تو تمام جل گئی ہے۔ .... ناک میں دم آگیا ہے چپل سینڈ سے۔ ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے کھیت سے نکال دیتا ہوں مگر ایسی خراب چیز ہے کہ ساری فصل کو تباہ کرنے کیلئے پھر جم آتی ہے۔

ماں۔

رجوا کہتا تھا کہ سرکاری مزرعہ پر ایسا کیڑا ملتا ہے۔ جو چپل سینڈ کو جڑ سے کھا جاتا ہے تو تم بھی منگا لو۔

کشٹیا۔

منگا لوں۔ رجوا ایک چیز کو تھوڑے کہتا ہے۔ جب سے بڑھکے آیا ہے پچاسوں ناگر اور ہزاروں اوزاروں کے نام لیا کرتا ہے میں منگانے بیٹھوں تو کس کس چیز کو منگاؤں۔ سرکاری آدمی تو یہی چاہتے ہیں کہ کسان قیمتی چیزوں کو خرید کے اپنا روپیہ تباہ کردیں اور مفلس و کنگال ہوجائیں۔

ماں۔
مگر چپل سینڈ کے کیڑے میں تو کچھ خرچ نہیں ہے۔ میں نے بھی سُنا ہے کہ حیدرآباد کے چاروں طرف چپل سینڈ سے کھیت بالکل صاف ہو گئے ہیں

کشٹیا۔
صاف کیا ہو گئے ہیں۔ باڑہ لگانے کے لئے بڑی عمدہ چیز تھی۔ سرکار نے اوسے بھی برباد کر دیا۔

ماں۔
باڑہ کے لئے رجو اکہتا تو ہے کہ محکمہ زراعت والے بتاتے ہیں کہ ساگر مٹا لگالو۔ باڑہ کی باڑہ ہو گی۔ پتوں سے سن ملیگا رسّی بنانے کو اور دھنی ملیگی چھپر ڈالنے کے لئے۔ چپل سینڈ تو کھیتوں کو تباہ کر رہی تھی اچھّا ہوا جو نکل گئی۔ کھیت تو بچ گئے۔

کشٹیا۔
بڑی مشکل یہ ہے کہ راج کالج میں پڑھ کے آیا ہے تو ولایتی ناگروں کے نام الاپا کرتا ہے۔ دیسی ناگروں سے تو اُسے نفرت ہے چٹنی تو نے آج مزے کی پیسی ہے۔ (تھوڑی سی چاٹ لیتا ہے)

ماں۔
آدمی پر جب تک کوئی ذمہ داری نہیں آپڑتی ہے تب تک عام طور سے وہ ایسا ہی رہتا ہے۔ راج پر کوئی ذمہ داری ڈالو تو پھر سب ٹھیک ہو جائیگا۔

کشٹیا۔
ہونہہ! ذمہ داری ڈالوں۔ کھیتی کا سارا کام اُس کے حوالے کر دوں اور اُس کے بعد ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے بیٹھ رہوں۔ فصل وصل کچھ نہیں ہو یا پٹیل پٹواری سر توڑ کے لگان وصول کرلیں۔ گھر کے برتن تک نیلام

ہو جائیں اور ہم فاقوں سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے لگیں۔ کیوں؟

ماں۔

نہ سہی۔ کھیتی اُس کے ہاتھ میں نہ دو۔ اُس کی شادی کر دو۔ جورو کو کھلانے پلانے کی فکر جب پڑے گی تو سب کام ٹھیک ہو جائیگا۔

کشٹیا۔

یہاں اپنا ہی پیٹ نہیں پالتے بنتا ہے تو اُس کی جورو کا وبال کون اپنے سر لے۔

ماں۔

نہیں تمھارے سر نہیں پڑیگا۔ آخر تم بھی تو لڑکپن میں بالکل ناکارہ تھے۔ رجوا تو پڑھ بھی گیا ہے اور اس کی کوئی بری عادتیں بھی نہیں ہیں۔ تم تو ہر وقت سیندھی کے بن میں پڑے رہتے تھے۔ پھر شادی کے بعد کیا ہوا؟ صبح سے شام تک ناگریں جتنے لگے کہ نہیں؟

کشٹیا۔

(سر کھجلاتے ہوئے) خیر ہو گا۔ مگر رجوے کو کون اپنی لڑکی دیگا۔

ماں۔

دیگا کیوں نہیں؟ وہ کوئی چور اُچکا تھوڑے ہے۔ بابی کے ساتھ اس کی شادی ہو جاتی تو اچھّا تھا۔ آخر بابی تمھاری بہن ہی کی تو بچّی ہے۔ اور کھیتی بھی جانتی ہے۔

کشٹیا۔

سبھا میرا بہنوئی ضرور ہے مگر بابی کو رجوے کے ساتھ نہیں بیاہے گا۔ کہتا تھا کہ کسی پیسے والے کے ساتھ کرونگا۔

ماں۔

تم کہہ کے تو دیکھو۔ میں بابی کی ماں سے پوچھونگی۔ وہ دیکھو سبھا

گھر جا رہے ہیں بلا کے کہو۔

کشٹیا۔

یہاں نہیں گھر جا کے کہونگا۔

ماں۔

نہیں یہیں پکار لو۔

کشٹیا۔

(آواز دیکر) سبھا ذرا ادھر ہوتے جاؤ۔

ماں۔

ایشور کرے راضی ہو جائیں۔

(کشٹیا پانی پی کے ہاتھ دھو کے برتن عورت کے آگے بڑھاتا ہے اور پیٹ سہلاتا ہوا کھڑا ہو جاتا ہے۔ سبھا آتا ہے)

کشٹیا۔

کہو کھیتوں میں ناگر چل گئے؟

سبھا۔

ہاں دو کھیت باقی رہ گئے ہیں۔ دیر بہت ہو گئی ہے یہ تو ہوتا ہی رہتا ہے۔ میرے کھیت میں کیڑا لگ گیا ہے سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں۔

ماں۔

رجوا کہتا تھا کہ کیڑے کو سرکاری مزرعہ پہ بھیجدو تو وہ دوائی بتا دینگے بس دوائی چھڑک دیجائیگی۔ اور کیڑے مرجائیں گے۔

سبھا۔

یہ تو بڑی اچھی بات ہے اگر ایسا ہوتا ہے تو سرکار بڑا کام کرتی ہے۔ مگر رجوا ہے کہاں؟

کشٹیا۔ کھانا کھانے گیا ہے۔ کیا کہوں اُس کی پڑھائی نے مجھے تو مفلس کر دیا جو کچھ میری کمائی تھی سب اڑ گئی اب کہتا ہے کہ میں (بی - اے) پاس ہوں۔ پوچھو تو ہم ناگر چلانے والوں کے لئے بی۔ اے پاس ہونے کی کیا ضرورت ہے۔

سبھا۔

تو کیا کہتا تھا کہ ایک کیڑا پکڑ کے بھیجدو۔

ماں۔

ہاں بس یہی دو چار کیڑے۔ سرکاری مزرعہ پر کوئی مددگار ہیں وہ اسی کام کے لئے نوکر ہیں۔ جس کا جی چاہے اُن سے مدد لے۔

کشٹیا۔

وہ نہ معلوم کیا کیا بکا کرتا ہے۔ کچھ کام کرے اور کمانے لگے تو معلوم ہو۔

ماں۔

میں کہتی ہوں کہ اُس کی شادی کر دو جورو کا بار کام کرنا آپ ہی سکھاویگا

کشٹیا۔

تو کون لڑکی دیگا۔ کون یہ سمجھے گا کہ یہ بیٹے۔ بی۔ اے۔ پاس ہیں۔ آگے چل کے کام اچھا کریں گے۔

ماں۔

سب جانتے ہیں۔ میں تو چاہتی ہوں کہ رجوے کی شادی بابی کے ساتھ ہو جائے۔

سبھا۔

(سوچتے ہوئے) بابی کے ساتھ...... بابی کے ساتھ رجوے کی شادی بابی کے ساتھ۔ بابی کی شادی رجوے کے ساتھ۔

ماں۔

لڑکی تمھاری سامنے رہیگی۔ ایک ہی گھر کا واسطہ ہے۔ بھلے بُرے میں ایک دوسرے کے شریک ہو سکیں گے۔

(راج آجاتا ہے)

راج۔

رام رام ماماں

سبھا۔

(سوچتے ہوئے) بابی کے ساتھ اگر ہو جائے تو ..... بابی کی ماں نے کہا تھا کہ وینکٹ زمیندار کے بیٹے درگا کے ساتھ کر دو۔ بڑا پیسے والا آدمی ہے وہ۔ مگر میں نے نہیں کی۔

کشٹیا۔

لڑکا تو اچھا تھا۔

سبھا۔

سنو بھائی۔ ہمارے تمھارے کوئی پردہ تو ہے نہیں۔ مگر یہ معاملہ لڑکی اور لڑکے کی تمام زندگی کا ہے۔ صاف بات ٹھیک ہوتی ہے

کشٹیا۔

(گھبرا کے) نہیں سبھا میں مجبور تھوڑے کرتا ہوں۔ جی چاہے تو رجو کے ساتھ کر دو نہ جی چاہے تو نہ سہی۔ ہاں آگے چل کے کچھ اونچ نیچ پڑے تو مشکل ہو۔

سبھا۔

بات یہ ہے کہ لڑکے کا جو حال ہے وہ ظاہر ہے۔ خود کہتے ہو کہ کچھ کام نہیں کرتا۔

ماں ۔ مگر میں اس کا ذمہ لیتی ہوں کہ چاہے میں خود بھوکی رہوں لیکن تمھاری لڑکی کو بھوکا نہ رکھونگی۔

سبھا۔

اچھا تو میں ایک شرط سے بابی کی شادی کر سکتا ہوں۔

کشٹیا۔

(تفکر کے ساتھ راج کی ماں کی طرف دیکھکر) شرط کے لیۓ روپیہ کہاں سے آئیگا۔

سبھا۔

اب جہاں سے بنے لاؤ۔ یہ کام راج کا ہے۔ وہ چاہے تو ہو سکتا ہے۔

ماں ۔

سو دو سو ہوں تو میں زیور رہن رکھ کے تم کو دیدوں گی مگر زیادہ تو نہیں ہو سکتا

سبھا۔

مجھ کو دیدو گی؟ ارے میں اپنے لیۓ نہیں مانگتا ہوں۔

ماں ۔

خیر وہ لڑکی کے لیۓ سہی۔

سبھا۔

واہ واہ واہ! خوب سمجھے شرط کو۔ میں روپیہ مانگتا ہی نہیں۔ روپیہ اُوپیہ کی شرط جو لوگ لگاتے ہیں وہ لڑکی کا سودا چکاتے ہیں۔ میں اُن لوگوں میں نہیں ہوں۔ میں تو اپنی لڑکی کو اور خود تم لوگوں کو صرف خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ میری شرط تو یہ ہے کہ راج کھیتی کا کام کر کے مجھے دکھا دے کہ وہ چار برس میں اسی کاروبار کو بڑھا کر وہ اتنا کمانے لگے گا کہ خود اور بال بچے سب مزے سے بسر کریں تو میں شادی کر دوں۔ نہیں تو درگا کے ساتھ تو سمجھ لو کہ ٹھیر ہی گئی ہے۔

ماں -
بس - ارے - بس یہی شرط -

کشٹیا -
تھوڑی شرط ہے یہ - ناک چنے چبانا پڑیں گے -

سبھا -
پھر تھیں بتاؤ کہ لڑکی کو کوئی آنکھ بند کر کے تھوڑے کہیں جھونک دیتا ہے
تم سوچ لو اچھی طرح سے مجھے جو کچھ کہنا تھا کہدیا -

ماں -
رجوے - اب تیرے لئے زندگی بنانے کا یہی وقت ہے ماں باپ ہمیشہ
زندہ نہیں رہیں گے جن کے بھروسہ پر تو بیٹھا ہوا ہے - سُن لیا تونے
سبھا نے کیا کہا ہے -

راج -
اماں تم اطمینان رکھو - میں ماماں کو وہی کر کے دکھا دونگا جو وہ
کہتے ہیں -

کشٹیا -
ہونہہ ! اطمینان رکھو جیسے تیرے باپ کی دولت جمع ہے - جسے
کھیت میں بو دیگا اور وہ اُگ آئیگی -

راج -
تمھارے پاس جو زمین ہے وہ میرے باپ کی نہیں ہے تو کس کی ہے
پتا جی میں اسی زمین سے دولت کماؤنگا - آج ہی جاتا ہوں سرکاری
مزرعہ پر - دیکھوں وہ لوگ کیا رائے دیتے ہیں وہی کرونگا -

کشٹیا -
سرکاری مزرعہ والوں سے پوچھیں گے - بس پوچھتے ہی وہ انہیں

سونے میں تول دیں گے۔ ارے کیوں تیری شامت آئی ہے۔ کیا اس بڑھاپے میں مجھے چنچل گوڑہ میں چکّی پسوائیگا۔ معلوم نہیں سرکاری لوگ لگان بڑھوادیں یا کیا کریں۔ میں باز آیا تیری شادی سے۔ چاہے بابی کے ساتھ ہو یا نہ ہو۔ میں سرکاری آدمیوں کے پاس نہ جاؤنگا نہ جانے دونگا۔

راج۔
پتاجی تم ناحق ڈرتے ہو۔ سرکار کوئی بیوقوف تھوڑے ہے جس نے اتنا بڑا زراعت کا محکمہ قائم کیا ہے۔

کشٹیا۔
ارے بیوقوف ہی تو نہیں ہے۔ سارا رونا تو اسی کا ہے۔ کھال تک کھینچ لیگی ہماری۔

راج۔
نہیں پتاجی ایسا نہیں ہے۔

کشٹیا۔
چپ رہ چلا ہے مجھے چٹکیوں میں اڑانے میں نے یہ بال کیا دھوپ میں سفید کئے ہیں۔ ابے تیرا باپ ہوں میں۔ مجھے کیا سمجھاتا ہے

راج۔
پتاجی میں نے چار برس کالج میں خالی گھانس نہیں کھودی ہے

کشٹیا۔
پاجی۔ میں کیا اسی لئے تیرا باپ ہوں کہ تو مجھی کو بیوقوف کہے بس آج سے نکلجا میرے گھر سے۔ دور ہو سامنے سے۔

ماں۔
یہ کیا کہہ رہے ہو؟

کشٹیا۔

نہیں۔ بس اب یہ میرے گھر میں گھسے گا تو ہڈی توڑ دونگا۔

راج۔

تو میں نے کیا کہا۔ یہی تو کہا کہ میں پڑھ لکھ کے بیکار نہیں آیا ہوں۔

سبھا۔

بس چپ رہ ذرا سا چھوکرا اور باپ چچا کو آنکھ دکھانے چلا ہے۔

ماں۔

ذرا سی بات کا پہاڑ بنا رہے ہو۔ آخر جوسے نے کونسی ایسی بڑی بات کہی ہے۔

کشٹیا۔

تو ہی نے اُسے خراب کیا ہے۔ بڑی ماں بنی ہے۔ جب دوچار لاتیں بیٹا لگائیگا تب سمجھ میں آئیگا۔

ماں۔

ایسا ہی بُرا ہے بیٹا تو چھرا لے کے بھونک دو اُس کے پیٹ میں۔

کشٹیا۔

چپ رہ۔ ٹر ٹر ٹر ٹر لگائے ہے۔

ماں۔

تم پچاسوں باتیں سنائے جاؤ اور میں کوئی لونڈی باندی ہوں کہ کان میں تیل ڈال کے سب شربت کے گھونٹ کی طرح پی جاؤں۔

کشٹیا۔

بس اب زیادہ غصہ نہ دلا کہدیا ہے۔

ماں۔

مجھے بھی غصہ نہ دلاؤ تم۔ ایک کہو گے دس سناؤنگی۔ بیٹا جیسے دوبھر ہوگے

رہ گیا ہے۔ ہر وقت تو تکار۔ منہ میں لگام ہی نہیں۔ گھاس کاٹنے کی مشین کی طرح چلنے لگتی ہے۔ روز روز کی ہائے ہائے سے گھر کو بھٹیار خانہ بنا دیا ہے۔ اور دو چار لاتیں بیٹا لگائیگا تو کیا مجھی کو لگائیگا۔ اپنی خیر مناؤ۔ برابر کا لڑکا ہے تمھاری غصہ والی رگ اگر کسی دن اُس کی بھی پھڑک اُٹھی تو پھر کیا ہو گا۔ یہ روز کی گالیاں سُنانے کا مزہ چکھو گے لاتیں میرے کیوں لگیں گی۔ میں تو اُسے کلیجے سے لگائے رہتی ہوں۔ لاتیں کھانے کی صورت تو تمھاری ہے۔

سبھا۔

اچھا۔ بس اب چپ رہو جانے دو۔

ماں۔

تو اپنے سالے کو نہیں روکتے۔ ساری دھونس مجھ بے زبان ہی پر ہے میں بیچاری بولتی نہیں تو سب مل کے مجھ ہی کو دباتے ہیں۔ دیکھو تو لوگو دونوں سالے بہنوئی ایک ہو کے مجھے اور میرے بچے کو گالیاں دینے لگے۔

کشٹیا۔

اب میں مارونگا تجھے جھوٹی کہیں کی۔

ماں۔

مارنے والے کے ہاتھ سڑیں۔ بولنے والے کے مُنہ میں کیڑے پڑیں۔

پٹیل۔

(پٹیل داخل ہوتا ہے)

یہ آخر ہوا کیا۔

ماں۔

(روتی ہوئی) دیکھو مجھے سب نے مل کے لاکھوں گالیاں دی ہیں میرے بچے کو کوستے ہیں۔

کشٹیا۔

میں نے کہدیا ہے آج سے رجوا گھر میں آیا تو پیر توڑ ڈالوں گا اگر یہ چڑیل ایسے بیٹے کو کلیجے سے لگائے رہنا چاہتی ہے تو یہ بھی اُس کے ساتھ جائے۔

پٹیل۔

دیکھو بات یہ ہے کہ رجوا ہے تمھارا بیٹا۔ اچھا ہے تو تمھارا اور بُرا ہے تو تمھارا۔ ایسا کام کرو کہ اس کا بھلا بھی ہو اور تم بھی خوش رہو۔ نہیں تو تعلقدار صاحب۔ تحصیلدار صاحب۔ جاگیردار صاحب کے ہاتھ پیر جاکے جوڑیگا۔ اور تم کو سر جھکانا پڑیگا۔ اُس کو تھوڑی سی زمین اور ایک ناگر اور ایک جوڑی بیل وید و پھر یہ جانے اور اس کا کام۔ سوا کھانے کے اور کوئی مدد اس کی نہ کرنا۔

(کشٹیا اور سبھا ایک دوسرے کا مُنہ دیکھتے ہیں)

ماں۔

ہاں ٹھیک ہے۔ بیس ایکڑ زمین اُسے دیدو۔

سبھا۔

بیس ایکڑ!

کشٹیا۔

اور پھر ہم فاقے کریں؟

ماں۔

کھانے بھر کا اناج چھوڑ کے باقی سب لے لیا کرنا۔

سبھا۔

یہ بات ٹھیک ہے۔

پٹیل۔ نہیں بھائی۔ پھر اُس کو فائدہ کیا ہو گا۔ ایسا کرو کہ زمین اُسے لگان پر دے دو۔

کشٹیا۔
اچھا صاحب آپ پٹیل ہیں کہیں گے کہ میری بات نہیں مانی۔ بیس ایکڑ تو نہیں ہاں پندرہ ایکڑ زمین ایک ناگرا اور ایک جوڑی بیل دیدونگا مگر لگان پورا لونگا۔ جاتا لاب والے کھیت لے لے اور کالی جوڑی بیلوں کی اور ایک ناگر لے لے اور میرے سامنے سے مُنہ کالا کر۔

(راج روتا ہوا جاتا ہے۔ پردہ گرتا ہے)

(پردہ)

ایکٹ دُوسرا

منظر اوّل

(غمگین راج تالاب کے کنارے بیٹھا ہوا رو رہا ہے)
(بابی آہستہ آہستہ آتی ہے اور پشت سے آ کے راج کی آنکھوں پر ہاتھ رکھدیتی ہے۔ ہاتھ آنسوؤں میں بھیگ جاتے ہیں۔)

بابی۔
آئیں۔ تم رو رہے ہو راج۔

راج۔
(جبراً مسکرا کے بابی کی طرف دیکھنے لگتا ہے)

بابی۔
کیا ہوا کیا۔ رو کیوں رہے ہو؟

راج۔
سب کچھ ہوگیا۔ بابی۔

بابی۔
آخر معلوم تو ہو۔

راج۔
مجھے گھر سے نکالدیا۔

بابی۔
(پہلے رنجیدہ ہوتی ہے پھر راج کو خوش کرنے کے لئے کہتی ہے۔)
اوہوں! گھر سے نکلنے کا اتنا غم۔ بی۔ اسے پاس رکھ کے آئے ہیں تو

رونا سیکھ گئے۔ میں سمجھتی تھی کہ صرف عورتیں روسکتی ہیں مگر یہ تو ایسے موٹے موٹے آنسو رو رہے ہیں جیسے ٹماٹے۔

راج ۔

نہیں بابی۔ مجھے گھر سے نکلنے کا غم نہیں ہے جب تک ہاتھ پیر سلامت ہیں مجھے کچھ پرواہ نہیں ہے مگر..............

بابی ۔

مگر۔ مگر کیا؟

راج ۔

میرے باپ کا غصہ اور ماموں کی ناراضگی مجھے ہمیشہ کیلئے تم سے چھڑا رہی ہے۔ بابی۔

بابی ۔

(رنجیدہ ہو جاتی ہے) ایسا نہ کہو راج (دیر تک سوچنے کے بعد) میں تو سچ مچ تمھارے لئے ترس جاؤں گی۔

(بابی کے آنسو نکلنے لگتے ہیں۔ راج پر اُس کے آنسوؤں کا بہت اثر ہوتا ہے۔ تھوڑی دیر دونوں روتے رہتے ہیں پھر راج اُس کے غم کو غلط کرنا چاہتا ہے)

راج ۔

تم رو کے کیا مجھے اور رُلانا چاہتی ہو؟ کہاں تو تم ایسی شریر تھیں کہ روتوں کو ہنسایا کرتی تھیں اور کہاں خود مُنہ بنانے لگیں۔ ہنسو بابی ہنسو۔

بابی ۔

اب مجھے کوئی نہیں ہنسا سکتا۔

راج ۔

واہ ہنسا پڑیگا۔ ہنسو۔ نہیں ہنستیں؟ اچھا دیکھو میں ہنسا کے چھوڑونگا۔ مجھے تم لوگوں کی کنجی معلوم ہے۔ بابی سنو۔ جو کوئی نہ ہنسے۔ وہ میرے لئے روئے

باِبی۔

(زبردستی ہنسدیتی ہے) تمھارے لئے رونے سے پہلے مجھے اپنے لئے دوسروں کو رُلانا منظور ہے راج۔

راج۔

پھر وہی رونی باتیں۔ اگر تمھارا یہی منشا ہے کہ میں چلا جاؤں تو لو جاتا ہوں۔
(اُٹھکر روانہ ہو جاتا ہے۔ بابی لپک کر دامن پکڑ لیتی ہے۔)

بابی۔

راج تم تو سچ مُچ چلے گئے۔

راج۔

(چڑھاتے ہوئے) تم تو سچ مچ چلے گئے۔ کیا میں کبھی جھوٹ موٹ بھی چلا جا سکتا ہوں۔ اگر تم ایسی ہی روٹھنے کی عادت والی رہیں تو میرا تمھارا نباہ کیسے ہوگا۔ مجھ میں تم میں بھی ویسی ہی لڑائی ہوگی۔ جیسے آج اماں اور پتا جی میں ہوئی۔

بابی۔

(مسکرا کر) شریر کہیں کا۔

راج۔

شریر کی بات نہیں۔ میں یا تو تمھارے ساتھ شادی ہی نہیں کرونگا۔ یا.....

بابی۔

بے شرم کہیں کا۔ اب جو ایسی بے شرمی کی بات کی تو سچ مُچ بولنا چھوڑ دونگی۔

راج۔

گویا ابتک جھوٹ موٹ بولنا چھوڑے ہوئے تھیں۔ تم تو جب بولنا چھوڑ دوگی

تب چھوڑو گی۔ یہاں میں نے اسی وقت چھوڑ دیا۔ اب جب ہی بولونگا جب پنڈت جی آکے پلّو سے پلّو باندھینگے۔

بابی۔

ہونہہ! رہیں جھونپڑی میں اور خواب دیکھیں محل کا۔

راج۔

اور نہیں تو کیا رہیں محل میں اور خواب دیکھیں جھونپڑی کا۔ اپنی اوقات کے جاتی ہیں نا۔ میں نے تو بنایا محل مگر یہ جھونپڑی ہی میں رہنا چاہتی ہیں۔

بابی۔

جاؤ میں تم سے نہیں بولتی۔

راج۔

نہ بولو۔ میں بھی تم سے نہیں بولتا۔ میں اپنے اکیلے بولونگا۔ اب میں گھر سے نکالدیا گیا ہوں۔ پندرہ ایکڑ زمین مجھے ملی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری آزمایش کے لئے یہ سب تماشا ہوا ہے۔ میرے ایک ماماں نہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ میں پہلے کام کروں پھر کمانا سیکھوں اور کھیتی کرکے انہیں دکھادوں۔ اگر فصلیں اچھی ہوئیں اور منافع ہونے لگا تو زمین تو زمین ہے میرے ماموں اپنی لڑکی بھی مجھے دیدیں گے۔

بابی۔

(خوش ہوکر) راج۔ سال ڈیڑھ سال میں تم یہ سب کیسے کروگے۔

راج۔

تم سے غرض واسطہ؟

بابی۔

نہیں۔ دل لگی چھوڑو۔ اتنی جلدی تم کیا کروگے۔ روپیہ کہاں ہے اکیلے کھیتی کیسے کروگے۔ پھر محکمہ زراعت ہی میں جاؤ شاید کام بن جائے۔

راج ۔
مجھے معلوم ہے سب۔ بڑی چلی ہیں مجھے سکھانے پڑھانے والی۔

بابی ۔
(اسی طرح سوچتے ہوئے) اتنی جلد سب کچھ کرنا ہے۔ سب کچھ کرنا ہے راج جاؤ تم اسی وقت سرکاری مزرعہ پر جاؤ۔ جلدی جاؤ۔

راج ۔
وہیں جانے کے لئے تو بیٹھا ہوں اور اب تو وہیں کا سہارا رہ گیا ہے

بابی ۔
پھر جاؤ اب دیر نہ کرو۔

راج ۔
(اُٹھ کر) ہاں جاتا ہوں بابی۔ دعا کرو۔

بابی ۔
ایشور کام بنا دے۔

راج
نہیں کہو شادی کرا دے۔

(راج چلا جاتا ہے۔ بابی جھیپ جاتی ہے۔)

(پردہ)

ایکٹ دُوسرا

منظر دوم

(راج سڑک پر جارہا ہے کھیت کے کنارے درگا کھڑا ہوا ہے
دونوں کا سامنا ہوتا ہے۔ چار برس کے بعد ملاقات ہوتی ہے)

درگا۔
کون رجو؟

راج۔
درگا؟

درگا۔
کب آئے تم۔ کہو پڑھ لیا سب امتحان میں پاس ہوئے۔

راج۔
ہاں درگا۔ پڑھائی ختم ہوگئی۔ سیکڑوں روپیہ خرچ کرکے بھی کچھ فائدہ نہوا۔ زراعت کے محکمہ نے ساٹھ روپیہ کی بھی نوکری نہ دی۔

درگا۔
اور کیا ملتا تمکو۔ دنیا میں کوئی تمھیں ایک پڑھے لکھے تھوڑے ہو۔

راج۔
خیر جانے دو اس قصّہ کو۔ مجھے رنج ہوتا ہے۔ اور کہو کیا حال چال ہیں تم آجکل کیا کر رہے ہو

درگا۔
وہی کر رہا ہوں جو تمھارے ہمارے باپ دادا کیا کئے۔

راج ۔
ہمارے باپ تو ہمکو گھر سے نکالا کئے (کھیت پر نظر ڈال کر) اچھا یہ تختی کیسی؟
درگا ۔
یہ کھیت کی دُم ہے ۔ محکمہ زراعت والوں نے لگائی ہے ۔
راج ۔
پھنسے زراعت والوں کے چنگل میں ۔ تو اس سے مقصد کیا ہے ۔
درگا ۔
پھنسے نہیں راج بلکہ پھانسا ۔ یہ سارا کھیت زراعت کے محکمہ کا بویا ہوا ہے ۔
راج ۔
وہ کیسے ؟
درگا ۔
اب تم کو پورا قصّہ سُنانا پڑیگا ۔ جس سال تم کالج گئے ہو اُس کے دوسرے برس کا واقعہ ہے ۔ حمایت ساگر کے مزرعہ پہ ہوا مظاہرہ
راج ۔
مظاہرہ !
درگا ۔
توبہ ہے سچ مچ راج تم بالکل گدھے ہی رہے ۔ مظاہرہ یعنی (پروشن)
راج ۔
یہ کیا بلا ہونے لگی ۔ محکمہ زراعت سے تو میں واقف ہوں مگر یہ سب نئی باتیں ہیں ۔
درگا ۔
خیر تو سنو ۔ حمایت ساگر کے مزرعہ پر ہوا مظاہرہ ۔ تحصیلدار صاحب کا حکم

ہم اور ابّا دونوں پکڑ کے موٹر لاری میں بھر دیئے گئے۔

راج۔
(ہنسکر) تو تمھارا ابھی مظاہرہ ہوگیا۔

درگا۔
محکمہ زراعت نے لاری بھیجی۔ کرایہ دیا۔ ہم سب کسانوں کو کھانا کھلایا

راج۔
یہ کیوں۔ کیا مزرعہ کی بیٹی کی شادی تھی؟

درگا۔
نہیں جی۔ محکمہ زراعت کاشتکاروں کو بُلا کے سب باتیں بتاتا ہے۔

راج۔
تو کیا کیا دکھایا گیا۔

درگا۔
تمام زراعت کی باتیں بتائی گئیں۔ نئے نئے مفید آلات کو استعمال کر کے سمجھایا گیا۔ کھاد بنانے کا طریقہ۔ چارہ کاٹنے اور گڑھوں میں بھر کے رکھنے کا طریقہ۔ انجن پمپ چین پمپ۔ راہٹ پمپ۔ فلانے پمپ۔ ڈھما کے پمپ سے آبپاشی کا طریقہ۔ کیڑوں سے فصلوں کو بچانیکا طریقہ زمین سے گنّا اگانے کا طریقہ گنے سے رس۔ رس سے گڑ۔ گڑ سے شکر بنانے کا طریقہ۔ بس یہ سمجھ لو کہ مزرعہ کا مزرعہ زراعت کی لغت ہو رہا تھا۔

راج۔
اور تم لوگوں کو بُلا کے دکھایا گیا؟

درگا۔
اور نہیں تو کیا لاری ہمارے باپ کی تھی۔ مہمان ہو کے گئے تھے۔ دعوت کھائی۔ سیر کی۔

راج ۔
یار ۔ یہ تو بالکل نئی بات سُنی ۔ علاقہ انگریزی میں میں نے تعلیم پائی وہاں تو ایسا انتظام کہیں نہ دیکھا نہ سُنا ۔ پھر یہ یہاں کیسے ہونے لگا ۔

درگا ۔
ناظم صاحب زراعت کی ایجاد ہے ۔ یار اس سے فائدہ تو بہت ہوتا ہے ۔

راج ۔
اچھا یہ تو بتاؤ کہ اب حمایت ساگر پر کب مظاہرہ ہوگا میں بھی ضرور جاؤنگا ۔

درگا ۔
اب تو بہت قریب آگیا ہے ۔ ۶ ر فروردی کو مقرر ہے ضرور چلیں گے ۔

راج ۔
ہاں وہ قصہ تو رہ ہی گیا ۔ پھر کیا ہوا ۔

درگا ۔
پھر یہ ہوا کہ ابا نے جو بڑے بڑے مکان ۔ بھاری بھاری مشنیں اور قیمتی قیمتی آلات دیکھے تو لگے گالیاں دینے ۔ کہنے لگے کہ "سرکار یہ سب چیزیں ہم سے خریدوائیگی ۔ اور ہماری ساری پونجی چھین لیگی" ۔ اتنے میں آگئے نائب ناظم صاحب ۔ ابا نے فوراً اعتراض ٹھونکدیا کہ ہم تمھاری ایسی کاشتکاری کریں تو یہ سب سامان اکٹھا کریں ۔ مکان بنوائیں مشنیں خریدیں اور تباہ ہو جائیں ۔ میں تو سمجھا کہ نائب صاحب نے دیا گردن میں ہاتھ اور پھیکا مزرعہ کے باہر ۔ مگر وہ تو ہنسکے کہنے لگے ۔ نہیں جی بھلا سوچو تو کسانوں کو تباہ کرنے میں سرکار کا کیا فائدہ ہے ۔ . . .

راج ۔
لیکن بڑی بڑی مشینوں کا اُنھوں نے کیا جواب دیا ۔

درگا ۔ بات سچی کہی اُنھوں نے۔ کہنے لگے کہ یہ سامان یہاں اس لئے جمع کیا گیا ہے کہ ان سے تجربے کئے جاتے ہیں اور تجربے اس لئے کئے جاتے ہیں کہ ایسی باتیں معلوم ہو جائیں جو یہاں کی آب و ہوا اور زمین کے اعتبار سے فائدہ مند ہوں۔ جب ایسی کوئی چیز یا ایسا کوئی تخم ہاتھ آجاتا ہے تو کاشتکاروں میں اُس کو پھیلایا جاتا ہے۔

راج ۔

اور کیا کہا۔ انھوں نے ؟

درگا ۔

یہی کہا نائب صاحب نے کہ تمکو یا کسی کاشتکار کو اتنا سب سامان مہیا کرنیکی ضرورت نہیں ہے یہ تو تجربوں کے لئے ضروری ہے اور سرکار تو اس لئے رقمیں خرچ کرتی ہے کہ کاشتکاروں کے واسطے ایسا تخم مل جائے جس پر خرچ کم ہو اور پیداوار زیادہ جب مل جاتا ہے تو کسانوں کے حوالے کیا جاتا ہے۔ نائب صاحب کہنے لگے کہ ہم لوگ تو پکا پکایا حلوہ تمکو دیتے ہیں اور تم اُسے بھی چٹ کرنے سے گھبراتے ہو۔

راج ۔

یار تو بھی عجب بکّی آدمی ہے۔ میں نے پوچھا تھا کہ اس کھیت میں تخمی کیسی لگی ہے۔ اور تو نہ معلوم کیا کیا بک گیا۔ مگر تخمی کا حال نہ بتایا۔

درگا ۔

تو بتاتے بتاتے بتاؤنگا یا ایک دم سے گھول کے پلادوں۔ تو رہا بالکل ہی اُلّو۔

راج ۔

اچھا بھائی کہو۔ جو جی چاہے بکو۔

درگا ۔

[illegible] صاحب [illegible] دورہ پر جا رہے تھے۔ ہمارا پتہ

اُنہیں معلوم ہی تھا ادھر سے جاتے ہوئے یہاں ٹھیر گئے۔ ہماری زمینیں دیکھیں۔ نائب صاحب نے کہا کہ اگر تم کو کچھ فائدہ اُٹھانا ہے تو ہماری ایک بات مان لو۔ اپنی تھوڑی سی زمین ہماری نگرانی میں دیدو اور اُس میں جو ہم کہیں وہی کرو۔ بیج ہم دیں گے۔ کام کے طریقے ہم بتائینگے۔ نگرانی ہم کرائینگے۔ کھیت تیار ہو تو تمھارا۔ پھر اگر ہمارا مشورہ مفید ہو تو ماننا نہیں تو نہ سہی۔

راج ۔

پھر کیا ہوا۔ بڑے میاں کچھ سیدھے ہوئے۔

درگا ۔

ہاں منظور کر لیا۔ نائب صاحب نے ایک طرف دھان کی کوئی قسم ہوتی ہے نمبر (۵۰۴) وہ لگائی اور دوسری طرف گنا بویا نمبر (۲۱۳) یہ تختی اسکی ہے۔

راج ۔

ہمارے ابا تو کبھی نہ مانتے۔ مگر یار دیکھو تو کھیت کیسا لہلہا رہا ہے۔ ایک اپنا پرانا کھیت دیکھو معلوم ہوتا ہے کہ ہر ہر درخت کے منہ پر سو سو جوتے پڑ گئے ہیں۔ یار کوئی تدبیر بتاؤ مجھے بھی زراعت کے محکمہ سے مدد ملجائے۔

درگا ۔

ہاں ممکن تو ہے (سوچنے لگتا ہے)

راج ۔

(درگا کے کوٹ کی جیب سے ایک کتاب نکالتا ہے) یہ کیا (پڑھکر) "حیدرآباد فارمر" یہ کیا بلا ہے؟ اچھا۔ حیدرآباد ہی سے نکلتا ہے سہ ماہی رسالہ۔ سالانہ چندہ تین روپیہ (ورق الٹ کر) انگریزی میں ہے (جلدی سے) ارے اردو اور تلنگی میں بھی ہے۔ کیا ہے اس میں؟

درگا۔ کسانوں کے لئے یہ رسالہ نکالا جاتا ہے جس میں بڑی کارآمد باتیں ہوتی ہیں۔ تینوں زبانوں میں مضمون ہوتا ہے۔ زراعت کے انسپکٹر صاحب نے مجھے اس کا خریدار بنادیا اور واقعی بڑی عمدہ چیز ہے حیدرآباد فارمنگ اسوسیشن کے انتظام میں یہ پرچہ شائع ہوتا ہے۔

راج۔
یار تو تو خوب مزے کر رہا ہے۔ بڑا خوش قسمت رہا۔ ذرا پتہ تو بتاؤ میں بھی محکمہ زراعت جاکے اس انجمن میں شریک ہونگا۔

درگا۔
لو پتہ میں لکھے دیتا ہوں۔
(درگا پتہ لکھکر راج کو دیتا ہے۔)

راج۔
اچھا اب جاتا ہوں۔ خدا کرے کامیابی ہو جائے۔ درگا مجھے بڑی فکر ہے کہ کسی طرح میری آمدنی ہونے لگے۔

درگا۔
کون نئی بات ہے یہ۔ سب ہی کو فکر ہوتی ہے۔

راج۔
نہیں درگا۔ میرے دل سے لگی ہے۔ میری خوشحالی پر میری زندگی منحصر ہے۔ درگا میں پریم کرتا ہوں اور جب تک خوشحال نہ ہو جاؤں پریمی کو نہ پاؤنگا۔

درگا۔
(کچھ چپ ہوکر) رجوا ہمارا تمھارا ایک ہی حال ہے۔ دو برس سے یہی شرط سن رہا ہوں کہ پہلے اپنی حیثیت درست کرو۔

راج ۔ شرط کیسی۔ کس نے شرط لگائی ہے۔

درگا ۔

تمہارے ماموں سبھا خواہ مخواہ مجھے ترسا رہے ہیں اور صاف جواب نہیں دیتے۔

راج ۔

کس کی نسبت ؟

درگا ۔

بابی کی نسبت۔

(راج پریشان ہو جاتا ہے۔ رقیب کا سامنا اُسے مغموم بنا دیتا ہے)

(وہ رخصت ہو کے چلا جاتا ہے)

(پردہ)

ایکٹ دُوسرا

منظر سوم

(ایک بڑا ہال ہے جس کے وسط میں کپڑے کی دیوار ہے۔ ایک جانب اجلاس بنا ہوا ہے اور سکریٹری فارمنگ اسوسیشن بیٹھا ہوا ہے۔ دوسری طرف ایک اسٹول بچھا ہے جو چپراسی کیلئے ہے راج آتا ہے)

راج۔
یہ کس کا اجلاس ہے۔

چپراسی۔
معتمد صاحب حیدرآباد فارمنگ اسوسیشن کا۔

راج۔
کیا معتمد صاحب ہیں؟

چپراسی۔
جی ہاں صاحب!
(راج کارڈ نکال کر چپراسی کو دیتا ہے۔ چپراسی کارڈ لیجاتا ہے۔ اور سکرٹری کو دیتا ہے۔ واپس آکر اشارہ کرتا ہے۔ راج اندر جاتا ہے۔)

سکرٹری
(کھڑے ہوکر کارڈ ہاتھ میں لئے ہوئے ہاتھ ملاتے ہوئے۔)
تشریف لائیے راج صاحب فرمائیے میں آپکی کیا خدمت کرسکتا ہوں۔

راج۔
میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آپکی انجمن کے قواعد کیا ہیں۔

سکریٹری۔

(مُسکراکر) قواعد کیا ہیں آپ رُکن ہو جائیے پھر قواعد تو معلوم ہو ہی جاتے ہیں

راج ۔

اسی غرض سے تو حاضر ہوا ہوں۔

سکرٹری۔

پھر آپکو حیدرآباد فارم بھی مفت ملیگا۔

راج۔

اس پرچہ کا تو مجھے پہلے ہی سے شوق ہے۔

سکرٹری۔

خوب (بُلند آواز سے) منتظم صاحب ! ذرا آپکو رسالہ وغیرہ دیجئے
ہاں تو راج صاحب آپکا دولت خانہ کہاں ہے۔

راج ۔

میں ابراہیم پیٹھ کا رہنے والا ہوں۔ میرے والد کے پاس وہاں کچھ
زمین بھی ہے۔

سکرٹری

تو آپ خود کاشت کرتے ہیں ؟

راج ۔

میرے والد کاشت کرتے ہیں۔ میں تو ناگپور کالج میں ابتک اپنا وقت
ضائع کرتا رہا۔

سکرٹری

وقت کیوں ضائع کرتے رہے ۔ مجھے یہ سُن کے بہت خوشی ہوئی کہ
آپ وہاں کے پڑھے ہوئے ہیں۔ آپنے کونسا امتحان دیا تھا۔

راج میں نے وہاں کا ایل۔ اے جی کامیاب کیا ہے۔ اسی سال فراغت کرکے آرہا ہوں۔

سکرٹری۔
مجھے آپ سے ملکے واقعی مسرت ہوئی۔ ملک میں ایسے لوگوں کی بہت ضرورت ہے جو تعلیم حاصل کرکے خود کاروبار کریں۔ آپ زمیندار ہیں زراعت شروع کیجئے اور سررشتہ زراعت سے مدد لیجئے۔ انجمن بھی آپکی مدد کریگی۔

راج۔
(مغموم ہوکر) میں اپنے خانگی حالات سناکر آپکو تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا مگر آپکی ہمدردی جراءت دلارہی ہے۔ معتمد صاحب اب میری زندگی کو زندگی بنانا آپکے اختیار میں ہے۔ گریجویٹ ہوکے مجھے نوکری نہ ملنے کی وجہ سے مجھ سے میرے باپ ناراض ہوگئے اور کہنا چاہئے کہ انھوں نے مجھے بالکل علحدہ کردیا۔ میں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں ۔ ۔ ۔ ۔ کیا عرض کروں۔

سکرٹری۔
فرمائیے۔ فرمائیے۔ کہڈالئے۔

راج۔
(متفکرانہ) باپ کی ناخوشی اور (سوچتے ہوئے) کرمیا کی ان تھک کوشش مجھ سے بابی کو چھینے لیتی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

سکرٹری۔
(سمجھکر گردن ہلاتے ہوئے) معاف کیجئے گا۔ فارمنگ اسوسیشن ایسے معاملہ میں کچھ نہیں کرسکتی ہے۔

(متعلم دفتر۔ رسید و قواعد اور رسالہ لاکر راج کو دیتا ہے۔ راج اپنے خیالات سے چونک کر روپیہ ادا کرتا ہے۔)

راج ۔

معاف فرمائیے میں نہ معلوم کیا بکنے لگا تھا مجھے پندرہ ایکڑ زمین دیدی گئی ہے اور اُسی میں مجھے سب کچھ کرنا ہے ۔

سکرٹری ۔

تو آپکے پاس پندرہ ایکڑ زمین ہے اُس میں آپ محکمہ زراعت کے مشورہ سے کاشت کریں گے ۔

راج ۔

جی ہاں مگر اب بتائیے کہ میں کیا کروں ۔

سکرٹری ۔

میں آپکو ایک خط لکھے دیتا ہوں ۔ اُس کو آپ مزرعہ حمایت ساگر پر نائب ناظم صاحب کے پاس لیکر جائیے ۔ وہ آپکی مدد ضرور کریں گے بیج وغیرہ وہ آپ کو تقاوی پر دیسکتے ہیں اگر مناسب ہو تو وہ آپکے یہاں ڈیمانسٹریشن پلاٹ قائم کر دیں گے جس میں کل کاشت سرکاری خرچ سے ہوگی اور پیداوار آپکو ملجائیگی ۔

راج ۔

(کچھ مشتبہ ہوکر) لیکن اس سے گورنمنٹ کا کیا فائدہ ہے ۔ جو اس طرح سے روپیہ خرچ کرتی ہے ۔

سکرٹری ۔

(ہنسکر) اچھا ہوا آپنے یہ سوال کردیا ۔ بہت سے لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ کثیر رقوم اس طرح خرچ ہوجاتی ہیں جن سے کوئی نفع سرکار کو نہیں ہوتا حالانکہ نفع کے یہ معنی نہیں کہ آپ چار روپیہ خرچ کیجئے تو آپکو پانچ روپیہ مل جائیں بلکہ نفع کئی قسم کے ہوتے ہیں گورنمنٹ کے اخراجات محض رعایا کی فلاح کیلئے ہوتے ہیں اگر گورنمنٹ کچھ خرچ کرکے رعایا کو نفع

پہنچا سکتی ہے تو وہی فائدہ عین گورنمنٹ کا فائدہ ہے فرض کیا جائے کہ سرکار نے ہزاروں روپیہ خرچ کرکے گنے کا ایسا تخم مفت کاشتکاروں کو تقسیم کیا جس کی پیداوار چار گنی زیادہ ہو تو کاشتکاروں کی چوگنی آمدنی ہونے لگے گی۔ پھر آخر وہ رقم کہاں جائیگی۔ ملک کی پیداوار بڑھیگی تجارت بڑھیگی۔ بقول شخصیکہ گھی کہاں گیا کھچڑی میں۔

راج۔

معتمد صاحب میں نے اس خیال پر کبھی غور نہیں کیا تھا واقعی آپ درست فرماتے ہیں۔ میں حاضر ہوں زمین حاضر ہے اگر آپکی بدولت محکمۂ زراعت کی ہمدردی حاصل ہو جائے تو مدت العمر احسانمند ہوگا۔ مگر سررشتہ زراعت کی طرف سے اور بھی کوئی مدد مل سکتی ہے۔

سکرٹری۔

مدد کے لئے تو صئی ہے۔ محکمہ سے کاشتکاری کے بارہ میں ہر طرح کا مشورہ مل سکتا ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ محکمہ قائم ہے ملک کے لئے اور اہل ملک اس سے مستفید نہیں ہوتے۔ اگر کھیتوں میں کیڑا لگ جاتا ہو تو دفعیہ کے لئے افسر صاحب ہوام و حشرات موجود ہیں۔ زمین کی مٹی کے تجزیہ کے واسطے کیمسٹ ہے۔ باغبانی کا مشورہ دینے کیلئے ہارٹیکلچرسٹ ہے۔ مرغبانی کا شوق ہو تو پٹن چرو میں اتنا زبردست مرکز قائم ہے کہ ہندوستان میں شاید ہی کہیں ہو۔ وہاں کا کام وہاں کی ترقیوں کی کوششیں لاجواب ہیں۔ ہم آپ اُسے گھر کی مُرغی سمجھکر دال برابر جانتے ہیں۔ لیکن جو ماہرین باہر سے آتے ہیں اس مرکز کو دیکھکر دنگ رہجاتے ہیں۔ آپ وہاں جائیے اور مہتمم کے مشورہ سے مرغبانی و باغبانی کے اصول سمجھئے اور عمل کیجئے۔

راج - پھر وہ خط دیدیجئے۔

سکرٹری۔

ابھی لیجئے!

(سکرٹری خط لکھکر دیتا ہے۔)

سکرٹری۔

لیجئے۔ یہ خط لیکر آپ جائیے نائب صاحب کے پاس۔ مگر ایک بات یاد رکھیئے۔ سب کام اُنہیں کے مشورہ سے کیجئے گا۔ معاف کیجئے گا۔ آپ گریجویٹ ضرور ہیں۔ لیکن آپ کو تجربہ نہیں ہے۔ زراعت میں کامیابی تجربہ پر منحصر ہے۔ اس لئے تجربہ کار آدمی کی رائے پر چلنا ضروری ہے۔

راج -

آپکا بہت بہت شکریہ۔ فارمنگ اسوسیشن کی بدولت بڑا کام نکل جائیگا اچھا اب اجازت دیجئے۔

سکرٹری۔

اسوسیشن کی رکنیت کی وجہ سے نمایش باغبانی و مرغبانی میں مفت داخلے کا فری پاس بھی آپکو مل جائیگا۔

(راج رخصت ہوکر جاتا ہے)

(پردہ)

ایکٹ تیسرا

منظر اوّل

(صدر مزرعہ حمایت ساگر کے ایک کھیت پر نائب ناظم صاحب کھڑے ہیں راج پہونچکر سلام کرتا ہے اور سکرٹری فارمنگ اسوسیشن کا خط دیتا ہے۔نائب صاحب اس کو پڑھکر مخاطب ہوتے ہیں.....)

نائب صاحب۔

تو آپ زرعی گریجویٹ ہیں اور کاشتکاری کرنا چاہتے ہیں؟ بڑی خوشی کی بات ہے۔ مجھ سے جو کچھ مدد ممکن ہوگی کرونگا۔آپکے پاس کتنی زمین ہے؟ کہاں کس گاؤں میں ہے؟

راج۔

ابراہیم پٹن میں بانسواڑہ کے پاس۔ پندرہ ایکڑ زمین ہے اور میرے پاس ایک جوڑی بیلوں کی ہے۔ اور ایک دیسی ناگر ہے۔

نائب صاحب۔

اور؟

راج۔

اور کچھ نہیں ہے۔

نائب صاحب۔

(کچھ سونچکر) خشکی ہے سب یا کچھ تری بھی ہے؟

راج۔

قریب قریب سب تری ہے۔تالاب کے نیچے ہے۔

نائب صاحب۔

اچھا تو میں پرسوں صبح کے وقت ابراہیم پیٹہ آؤنگا۔ آپ موجود رہیگا۔ زمین وغیرہ دیکھ لوں تب کچھ کہہ سکونگا کہ کیا کرنا چاہئے۔ اب آپ یہاں آگئے ہیں تو مزرعہ دیکھکر جائیے۔

راج۔

بہت خوب۔

(راج سلام کرکے رخصت ہوتا ہے)

(پردہ)

ایکٹ تیسرا

منظر دوم

(گاؤں کا نظارہ - سڑک کے کنارے - راج نائب صاحب کے انتظار میں کھڑا ہے - نائب صاحب آتے ہیں راج سلام کرتا ہے)

نائب صاحب

(سلام کا جواب دیکر) کہاں ہے زمین آپکی راج صاحب!

راج -

یہی ہے - یہاں سڑک سے لیکر اُس تالاب کے کنارے تک -

(نائب صاحب راج کے ساتھ زمین کا معائنہ کرتے ہیں اس کے بعد سڑک کے پاس آکر ٹھیرتے ہیں)

نائب صاحب

دیکھئے - راج صاحب - ہم آپکی مدد کر سکتے ہیں مگر ایک شرط سے وہ یہ ہے کہ آپ سب کام ہماری رائے کے مطابق کیجئے - یہ نہیں کہ اپنے گریجویٹ ہونے کے زعم میں آپ ناتجربہ کاری سے جو جی میں آئے وہ کیجئے۔ اور نقصان اُٹھائیے -

راج -

میں آپسے وعدہ کرتا ہوں کہ جو آپ بتائیں گے وہی کرونگا۔

نائب ناظم۔ مشکل یہ ہے کہ آپکے پاس ضروری سامان بھی تو نہیں ہے۔ خیر آلات میں دو تین چیزیں جو بہت ضروری ہیں وہ ہم آپکو ایک فصل کے لئے آزمائیشاً استعمال کرنے کے لئے مستعار دیدیں گے۔ پھر فصل سے جب آمدنی ہونے لگے رفتہ رفتہ آپ خود خرید لیجئے گا۔ تخم اور کھاد آپ کو تقاوی پر دیدیا جائیگا۔ آپ کو اور آپ کے گاؤں والوں کو بتانے کیلئے ڈیمانسٹریشن پلاٹس آپ کے یہاں قائم کردئے جائیں گے۔ اور کاشت آپ نیشکر (۲۱۳) اور دھان (۵۰۴) کی ضرور کیجئے۔ انسپکٹر صاحب کو ہم بھیجدیں گے۔ وہ آپ کو سب باتیں بتادیں گے اور سب چیزوں کا انتظام کردیں گے۔ اب آپ اُنہیں کے مشورہ پر کام کیجئے گا۔ ہم بھی جب دورہ پر ادھر آئینگے دیکھ لینگے۔

(نائب صاحب رخصت ہوتے ہیں۔ راج انہیں تھوڑی دور پہنچاکر خوشی خوشی واپس آتا ہے اور حرکات سے مسرت کا اظہار کرتے ہوئے ٹہلنے لگتا ہے)

(باہی مغموم صورت بنائے ہوئے آتی ہے مگر راج اُس کے رنج کو محسوس نہیں کرتا اور اپنی مسرت کا اظہار کرتا رہتا ہے۔)

راج۔
باہی۔ باہی مصیبت کے دن گذر گئے۔

باہی۔
(زبردستی مسکراکر) شکر کرو راج۔

راج۔
دیکھو ہر قسم کی مدد اور انتظام کرنے کا وعدہ نائب ناظم صاحب ابھی کرکے گئے ہیں۔

(باہی جبراً خوشی کا اظہار کرتی ہے مگر راج واقعی بے انتہا مسرور ہے)

راج ۔
ارے ۔سنو تو۔ اب لاجواب فصلیں پیدا ہونگی میرے کھیتوں میں اور میں بہت جلد مالدار ہو جاؤنگا پتا جی اور ماماں جی تب خوش ہو جائینگے اور پھر ہم تم .... (غور سے دیکھکر)
آئیں تم رو رہی ہو۔ بابی تم کیوں رو رہی ہو۔ بابی ۔

بابی ۔
کچھ نہیں راج ۔

راج ۔
بتاؤ بابی کیا کسی نے تمھیں کچھ کہا ہے ۔

بابی ۔
نہیں کسی نے بھی نہیں ۔

راج ۔
پھر کیوں رو رہی ہو کیا میرے مصیبت کے دن گذرنے کی خوشی تمھیں نہیں ہوئی ۔

بابی ۔
راج کیا تم یہ خیال کر سکتے ہو کہ تمھاری خوشی سے مجھے خوشی نہ ہوگی ۔

راج ۔
پھر تم رونی صورت بنا کے مجھ سے اس وقت کی خوشی کیوں چھین رہی ہو ۔

بابی ۔
(آنسو نکل آتے ہیں) اس لئے کہ لوگ تم کو مجھ سے چھین رہے ہیں ۔

راج ۔
(خاموشی کے بعد رنجیدہ ہو کر) سمجھا ۔ مگر بابی لوگ جو کچھ چاہتے ہیں وہ کبھی نہ ہو گا ۔

۱۲۱۴۸

بابی -

(روتے ہوئے) پتاجی نے وعدہ کرلیا ہے کہ اگلے مہینے میں ننگی بچی ہو جائیگی۔

راج -

(غصہ سے) اگلے مہینے سے پہلے دُرگا سے سمجھ لونگا۔

بابی -

نہیں راج کوئی ایسا کام نہ کرنا .... جو ....

راج -

مروت۔ لحاظ۔ یہی یہ وہ چیزیں ہیں جنھوں نے ابتک میری زندگی تباہ کی ہے۔ جہالت کی باتیں دلوں میں بسی ہوئی ہیں۔ باپ۔ چچا۔ نانا۔ دادا کون ہیں۔ محض آدمی۔ اولاد اگر کوئی ایسی بات کرے جو انکے مزاج سے نہ ملتی ہو تو اولاد قصوروار ٹھیرائی جاتی ہے کیا اولاد ہی قصوروار ہوسکتی ہے وہ لوگ نہیں ہوسکتے۔

بابی -

راج ایسی باتیں نہ کرو۔

راج -

ابتک نہیں کیں۔ زبان بند رکھی۔ عقل کے خلاف باتیں سنتا رہا۔ گاؤں کی غلط رسمیں جو ہر طرح تباہ و برباد کر رہی ہیں برابر برتی جاتی رہیں۔ مگر میں ساتھ دیتا رہا۔ جس کے نتیجے میں دودھ کی مکھی کی طرح نکالدیا گیا ہاں میں دشمن تھا اور درگا دوست۔

بابی -

اچھا اب چپ رہو۔ دیکھو پتاجی آرہے ہیں۔

(بابی چلی جاتی ہے ۔ سُبھا آتا ہے۔ راج ہل چلانے لگتا ہے)

سبھا۔ رجوے ۔ میں نے سُنا ہے کہ تیرے کھیت دیکھنے نائب صاحب آئے تھے۔ کاہیکو تباہ ہوتا ہے میں تیرے بھلے کو کہتا ہوں۔

راج ۔

ماماں! اب آپنے اور پتا جی نے جب پندرہ ایکڑ زمین کو قربان کر کے نالایق اولاد کے پاپ سے گھر کو پوتر کیا ہے تو اپنا بھلا بُرا اولاد ہی کو سوچنے دیجئے۔

سبھا۔

راج۔ جب تو گھر سے نکالا گیا تب بھی تو نے ایسی باتیں نہیں کی۔ تہیں کیا ماموں اسی کے لئے ہوتے ہیں۔

راج ۔

جی نہیں ماموں اس کے لئے ہوتے ہیں کہ بھانجے کو نالایق کہہ کے نکالدیں اور ایک فریبی جھوٹے لڑکے کو بھانجہ بنالیں۔

(کشٹیا آجاتا ہے۔ اور راج کی ماں بھی آتی ہے)

کشٹیا۔

کیا ہے سبھا۔ کیوں اُس کے مُنہ آتے ہو۔

سبھا۔

کچھ نہیں میں نے کہا کہ زراعت کے محکمہ پر بھروسہ نہ کرو تو یہ الٹی سیدھی باتیں کرنے لگا۔ اور کہتا ہے کہ مجھے نکالدیا اور جھوٹے فریبی کو بھانجہ بنالیا۔ معلوم نہیں اور کون میرا بھانجہ ہے۔

راج کی ماں۔

رجوے! تو نے کیا اُلٹی سیدھی باتیں کیں۔

راج ۔

ماں کیا تم نہیں جانتیں۔ کیا آج صُبح کی باتیں تمھیں نہیں معلوم۔

ماں کیا ایسا ہو سکتا ہے۔

ماں

(سوچکر) سمجھی۔ سمجھی اچھا رجوے تو جا یہاں سے تھوڑی دیر میں آنا۔

(راج چلا جاتا ہے)

کشٹیا۔

کیا بک رہا تھا یہ۔

ماں۔

بک کیا رہا تھا۔ بابی کے ساتھ بچپن کا کھیلا ہوا ہے۔ میں ہمیشہ سے کہتی آئی ہوں کہ تیری شادی بابی کے ساتھ کر دوں گی اب اُس نے سُنا ہوگا کہ تم نے بابی کی منگنی درگا کے ساتھ کی ہے اُسی کا رنج ہے۔

سبھا۔

درگا کے ساتھ کی نہیں ہے ابھی۔

(راج واپس آکے)

راج۔

ماں۔ میں تمکو یہ بتانے آیا ہوں کہ زراعت کے نائب صاحب میری زمین دیکھ گئے ہیں۔ اور سب چیزیں کھیتی کی ضرورت کی ادھار اور تقاوی پر دینے کا وعدہ کر گئے ہیں اور کہہ گئے ہیں کہ سارے انتظام میں تیری مدد کرونگا۔ بس اب آگے تم جانو۔

(راج چلا جاتا ہے۔)

کشٹیا۔

یہ کیا کہہ رہا تھا رجوا۔

ماں۔

کہتا کیا تھا۔ اس نے درخواست دی تھی کہ سرکار کھیتی کے کاروبار میں

مدد کرے۔ وہی منظور ہوئی ہے۔ نائب صاحب نے کہا ہے کہ ہم
ہر طرح مدد کریں گے۔ رجوے کو بڑا رنج ہے کہ تم بابی کی منگنی درگا سے
کر رہے ہو۔ بابی ہمارے جیتے جی پرائے گھر میں کیوں جائے۔

کشٹیا۔

رجوے نے درخواست کا حال مجھ سے نہیں کہا۔

ماں۔

کیا کرتا کہہ کے۔ جانتا تھا کہ تم ناپسند کرو گے۔

سبھا۔

ایک بات میں کہوں گا کہ سرکار ایسی بھولی نہیں ہے کہ کسی کی اتنی مدد کرے
کوئی نہ کوئی بات بھلائی کی ضرور ہوگی۔

ماں۔

دیکھو نا درگا کو کھیت بو دیا تھا۔ زراعت والے اپنے پاس سے
بیج لائے اپنے آدمیوں کی نگرانی میں ناگر چلوایا۔ بیج بویا۔ جب
فصل تیار ہوئی۔ تو درگا کو دیدی۔ میں نے تو پوچھا کہ اس میں
سرکار کا کیا فائدہ ہوا۔ درگا بولا کہ سرکار یہ چاہتی ہے کسان لوگ (کہیں تو یہ سرکاری آدمی ہے !)
مالدار ہو جائیں۔ بس جو تخم سرکار پھیلانا چاہتی ہے اس کا تجربہ
اسی طرح کے کھیت بو کے کر دیتی ہے۔

کشٹیا۔

اس میں سرکار کا بڑا نقصان ہوتا ہوگا۔

ماں۔

اب میں کیا جانوں۔ درگا کہتا تھا کہ نقصان نہیں ہے سرکار سمجھتی ہے
کہ اگر کسان اور رعایا کو فائدہ ہوا تو سرکار کا فائدہ ہے۔ اچھا (لگان مقصد ہے۔)
ان باتوں سے کیا حاصل۔ اب یہ بتاؤ کہ بابی کی منگنی کا کیا بندوبست ہے۔

سبھا۔

ایک طرف درگا جان کھائے ہوئے ہے۔ دوسری طرف تم۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں۔ سب سے زیادہ مجھے خیال ہے کرمیا زمیندار کا۔ وہ بڑا مالدار ہے۔ دو سو ایکڑ زمین ہے۔ دس ہل ہیں۔ بیسوں آدمی نوکر ہیں کئی بار تقاضا کر چکا ہے۔ مجھے تو لڑکی کی آرام سے غرض ہے کرمیا کے گھر جائیگی تو لاکھوں کی دولت پائے گی۔ ارادہ ہے کہ اسی کے ساتھ کر دوں۔

ماں۔

تو رجوے کے ساتھ نہیں کروگے۔

کشٹیا۔

رجوا پہلے اپنے کھانے کا سہارا تو کر لے۔

ماں۔

کر ہی لیگا۔ تم الگ ہوگئے ہو تو کیا اس کے ہاتھ پیر ٹوٹ گئے ہیں میں کہتی ہوں کہ اس کو کچھ کرنے دو اور تب فیصلہ کرو پہلے سے کیوں نالایق قرار دیتے ہو۔

سبھا۔

پھر آخر تمھیں بتاؤ کہ میں کیا کردں۔ رجوے کا ابھی کوئی اعتبار نہیں اور کرمیا کے یہاں اعتبار کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ دولت پٹی پڑی ہے۔

ماں۔

کیسی باتیں کرتے ہو۔ کیا رجوے کے پاس کبھی دولت ہو سکتی ہی نہیں؟

سبھا۔

اچھا تم ہی بتاؤ کیا کریں۔ کرمیا کو کیا جواب دیں۔

ماں ۔
کرمیا۔ کرمیا۔ بس چار پیسے کا مالک ہو گیا ہے تو ساری دنیا سے بڑھ گیا اگر ایسا ہی مقابلہ چاہتے ہو تو رجو کو بھی موقع دو اور دونوں کا مقابلہ کرا لو اگر رجو کچھ کام نہ کرے تو تم کو اختیار ہے ۔

سبھا۔
ہاں یہ ٹھیک ہے ۔ ایک کھیت کرمیا بوئے اور ایک رجوا بوئے جس کا کھیت اچھا ہو فصل اچھی آئے اسی کے ساتھ بابی کی شادی ہو

کشٹیا۔
ہاں ہاں بس یہ ٹھیک ہے ۔ جاؤ اب اپنے بیٹے کو بتاؤ جا کے دیکھیں محکمۂ زراعت کیا کرتا ہے ۔

(سب جاتے ہیں)

(پردہ)

ایکٹ تیسرا

منظر سوم

(کرمیا اپنے گھر میں بیٹھا ہوا سیندھی پی رہا ہے۔ دو تین آدمی قریب بیٹھے ہوئے ہیں۔ قریب قریب سب مست ہیں اور بے سروپا باتیں کر رہے ہیں)

کرمیا۔
ہونہہ! کل کا چھوکرا مجھ سے مقابلہ کرنے چلا ہے۔ کہاں میں اور کہاں رجوا۔ میں چاہوں تو رجو کے گھر بار کھیت زمین سب خرید لوں۔ کیوں بالیا!

بالیا۔
ہاں سرکار۔ آپ تو رجوے کے باپ تک کو خرید سکتے ہیں۔

کرمیا۔
(مونچھوں پر تاؤ دیتے ہوئے) اور کیا اُس کا کھیت میرے کھیت سے کسی طرح نہیں بڑھ سکتا۔ میں نے جتنا روپیہ خرچ کیا ہے اتنا کون خرچ کر سکتا ہے۔ بوائی سے پہلے دس بار ناگر چلایا۔ دو ایکڑ زمین کو کون (۲۰۰) بنڈی کھاد دیگا۔ میں نے دی ہے میں نے۔ آبپاشی کے لئے پوری باؤلی خالی کر دی۔ پھر یہ تو سچ ہی ہے کہ شربت میں جتنی شکر ڈالو گے اتنا ہی میٹھا ہوگا۔ اب اتنا روپیہ لگایا ہے۔ کیسے میرا کھیت اچھا نہ ہوگا۔

جگیا۔
سرکار یہ بھی کوئی کہنے کی بات ہے۔

کرمیا۔
اُس بیوقوف کو دیکھو محکمۂ زراعت کے مشورہ سے سارا کام کر رہا ہے ہا ہا ہا ہا (نشہ میں) جگیا۔ آج تو تو تھوڑی پلا رہا ہے لا اور دے۔

جگیا۔
سرکار دیکھو تو ہمارے باپ دادا ہمیشہ سے کاشتکاری کرتے آئے ہیں امیر بھی ہوئے غریب بھی ہوئے۔ اچھی فصل بھی ہوئی خراب بھی ہوئی مگر اپنے طریقوں کے پابند رہے اب یہ ذرا ذرا سے پوٹے ہمارے کام کو خراب بتاتے ہیں۔ پوچھو تو کیا ہمارے باپ دادا بیوقوف تھے جو اس طرح کام کرتے تھے۔

کرمیا۔
پاگل ہے جی۔ سرکار۔ سرکار۔ سرکار۔ سرکاری مزرعہ۔ محکمۂ زراعت یہ تمام چیزیں بھلا کہیں آدمی کو دولت مند بنا سکتی ہیں۔

بالیا۔
اور سُنئے سرکار۔ راج نے مرغیاں پالی ہیں۔ کہتا تھا کہ ایکی نمائش میں بھیجونگا۔ پٹن چیرو سے انڈے لایا اور بچّے نکالے۔ ولایتی مُرغیاں بھلا ہمارے گاؤں میں رہیں گی۔

جگیا۔
ایک دن سب مر جائیں گی۔

بالیا۔
بیوقوف کہتا ہے کہ وہ سفید مُرغیاں زرد ٹانگ والی سال میں دوسو انڈے دیتی ہیں۔

کرمیا۔
جھوٹا کہیں کا دوسو انڈے۔ ہا ہا ہا ہا۔ ایک مرغی دوسو انڈے

کیسے جھوٹے ہیں سرکاری آدمی اور کیسے بیوقوف ہیں اُن کی باتوں کے ماننے والے۔ آج تو مزہ دے رہی ہے سیندھی تونے نہیں پی بالیا۔ پی لے تو بھی دیکھ مُرغی نے پی لی تھی تو دوسو انڈے دینے لگی۔ ہاہاہاہا۔

جگیا۔

اور سرکار وہ جو انگور والا باغ نہیں ہے منشی جی کا۔

کرمیا۔

ہاں ہاں ہاں۔

جگیا۔

آپ تو جانتے ہیں اُس میں بھوتوں کا سایہ ہے کبھی اچھا پھل نہیں آتا ہے

کرمیا۔

ہاں اُس سے کبھی منافع ہوسکتا ہی نہیں ہے وہ زمین تو سمجھو کہ ہاتھ سے گئی۔ جو باغ کو کاٹ ڈالیگا وہ مرجائیگا اور جو نہ کاٹے گا۔ تو بیکار ہے۔ کبھی آمدنی ہوگی نہیں۔ ارے یار اس میں سیندھی بھی تو نہیں ہوتی۔

جگیا۔

راج نے اُس باغ کو گتّے پر لے لیا۔

کرمیا۔

آئیں! ارے کیسا پاگل ہے۔ کاہے کو گتہ پر لیا۔

بالیا۔

وہی سرکاری آدمیوں نے سمجھا دی ہوگی۔ تباہ ہونیکی نشانیاں ہیں۔

جگیا۔

ہاں سرکار۔ کوئی ہٹّی کلچر صاحب ہیں وہ جب سے حیدرآباد میں

مقرر ہوئے ہیں۔ سب کے باغوں کو خراب بتایا کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان کو یوں لگاؤ اور اُس میں یہ بو۔ اس میں سے یہ نکالو۔ منشی جی تو اپنے باغ سے بیزار ہو گئے تھے انھوں نے پٹی پڑھائی راج کو۔ راج کو کیا ہے فوراً زراعت کے محکمہ پہنچا۔ صاحب کو لایا اور باغ دکھایا وہ تو دل سے چاہتے تھے کہ کوئی اُلّو پھنسے فوراً راج کو گانٹھ لیا اور پانچ سو روپیہ کا گتہ لے لیا۔

کرمیا۔

پھر اب کیا کریگا۔ پانچ سو میں تو اُس کی کھال تک کھنچ جائیگی۔

بالیا۔

مگر باغیچے میں وہ کریگا کیا۔ یونہی تین چار سو سے زیادہ روپیہ اس سے نہیں ملتا تھا۔ اب پانچ سو کا گتہ کیسے لے لیا۔

جگیا۔

میں نے راج سے پوچھا تھا۔ کہنے لگا کہ ہارٹیکلچر سٹ صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ ایسی فصل ہو جائیگی کہ ایک ہزار کی بک جائے۔

کرمیا۔

ایک ہزار کی۔ ہاہاہا۔ ایک ہزار کی کیا بجائے انگور کے روپیہ پیدا ہونگے۔

بالیا۔

بڑا گدھا ہے راج۔ سرکاری آدمی نے کہدیا اور اُس نے مان لیا۔

جگیا۔

کہتا تھا کہ پہلے تو زمین پر تا گر چلاؤنگا پھر سرکاری کھاد منگاؤنگا انگریزی دوائی منگاؤنگا جس سے جھاڑوں کی بیماری جاتی رہیگی۔ اس کا نام بھی اس نے بتایا تھا۔ بوڈو مکسچر۔ جہاں انگور کی بیلیں ہیں۔ وہاں سے انگور پیدا ہونگے اور خالی جگہوں میں کہتا تھا کہ ترکاریاں لگاؤنگا۔

کرمیا۔

افسوس بیچارہ بالکل برباد ہو جائیگا کیا کہیں۔ مجھے بڑا غم ہے۔ اب اُس سے ناتا ہی ہونیوالا ہے۔ اُس کے ماموں کی بیٹی یا اُس کے باپ کی بیٹی سب برابر ہے۔ میرا سالا ہو جائیگا۔ ہائے۔ کیسے افسوس کی بات ہے بالکل تباہ ہو جائیگا۔

بالیسا۔

اور سرکار ایک آدمی ایک کام کرسکتا ہے۔ پچاسوں کام اپنے ذمہ لے لئے ہیں تو نہ یہ بنے گا اور نہ وہ۔

جگیا۔

راج کہتا تھا کہ جب سے باغ عام کی نمائش ہونے لگی ہے تب سے لوگوں کو ایسا شوق ہو گیا ہے کہ ہر طرف لوگ چیزیں تیار کرنے کی فکر کیا کرتے ہیں کوئی پھول لگا رہا ہے۔ کوئی ترکاریاں بوتا ہے کوئی جھاڑ کوئی پھل پیدا کرتا ہے اور سب پر طرہ ہٹی کلچرسٹ صاحب جب سے آئے ہیں تب سے تو کہتا تھا کہ باغوں کا شوق ایسا بڑھ گیا ہے کہ ملک بھر میں پھیلتا چلا جاتا ہے۔

کرمیا۔

جھوٹ بکتا ہے۔ کچھ نشہ وشہ پی گیا ہو گا۔ اب تو بھی نشہ والی باتیں سچ سمجھنے لگا۔

جگیا۔

اور سرکار راج نے مُرغی خانہ بھی بنا رکھا ہے۔ پٹن چیرو کے مہتمم نے بہت سے مرغیاں پلوائی ہیں۔ لال۔ پیلی۔ کالی۔ سفید۔ موٹی پتلی غرضکہ سب قسم کی مگر سرکار ہماری دیسی مرغیوں سے اُن کے انڈے خوب بڑے ہوتے ہیں۔ اگر دیسی انڈا تین پیسے کو بکتا ہے تو ولایتی چھے پیسے کو۔

کرمیا۔

نہیں جی۔ یہ سب اُس کے تباہ ہونے کی نشانیاں ہیں اب دیکھو کھُل جائیگا حال۔ جب میرے اور اُس کے کھیت کا مقابلہ ہو گا تو محکمہ زراعت کی ساری مدد رکھی رہجائیگی۔ بھلا جب ہم سیکڑوں روپیہ خرچ کر دیں گے اور کھیت پر خوب محنت کرائیں گے تو ہمارا کھیت کیسے اچھا نہ ہوگا۔

بالیا۔

ہاں سرکار یہ بھی کوئی کہنے کی بات ہے وہ اپنے مُنہ کی کھائیگا۔ جو سرکار کے مُنہ آئیگا۔

جگیا۔

درگا نے بھی اب کچھ مرغیاں پالی ہیں۔

کرمیا۔

درگا۔ کون وہ ونکٹ زمیندار کا لونڈا۔ وہ تو اوّل درجہ کا بیوقوف ہے بیوقوف تو ہے مگر گھمنڈی بڑا ہے۔ ایک آدھ فصل اچھی پیدا کرلی تو ہمارے گاؤں بھر کے کھیتیوں کو ذلیل بتاتا ہے۔

بالیا۔

سرکار نے شاید نہیں سُنا۔ مہتمم مشنری کے کہنے سے درگا نے تقاوی پر ایک انجن خریدا ہے۔

کرمیا۔

انجن خریدا ہے۔ کیا ریل گاڑی چلائیگا پگلا۔

بالیا۔

نہیں سرکار۔ کہتا تھا کہ اس انجن سے باؤلی سے پانی نکالیگا۔ اسی سے غلہ صاف کریگا۔ اسی سے گنے کا رس نکالیگا۔

کرمیا۔
اور اُسی پر بیٹھکر پاگل خانے چلا جائیگا۔ ہاہاہاہا۔

جگیا۔
اور انجن چلائیگا کون؟

بالیا۔
مہتم مشنری کے سکھائے پڑھائے ہوئے آدمی کو اُس نے نوکر رکھا ہے۔ اُس آدمی نے انجن چلانیکا کام سیکھا ہے۔

کرمیا۔
وہ کیسے؟

بالیا۔
وہاں تو سرکار۔ پورا مدرسہ قائم ہے۔ بہت سے لڑکوں کی جماعت رہتی ہے اور زراعت والے رعایا کو انجن کا کام مفت سکھاتے ہیں۔ پہلے دس روپیہ لے لیتے ہیں جب کام آجاتا ہے تو واپس کر دیتے ہیں۔

کرمیا۔
کیسے اُلّو ہیں۔ واپس کر دیتے ہیں پھر لینے کی ضرورت ہی کیا تھی۔

بالیا۔
نہیں سرکار۔ روپیہ جمع کرتے ہیں ضمانت کے لئے تاکہ اگر کوئی جان بوجھ کے کوئی چیز توڑ پھوڑ ڈالے تو اُس کی قیمت اس روپیہ سے کاٹ لیں۔

کرمیا۔
نہیں جی تم کو کیا معلوم۔ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ وہ گدھے ہیں۔ ہم تو کبھی واپس نہ کریں۔ بلکہ سب روپیوں کی سیندھی پی جائیں (لڑکھڑاتا ہوا کھڑا ہوتا ہے) تم ذرا ٹھیرو ہم ابھی کھیت پر چلیں گے۔
(گنگنانے لگتا ہے)

سیندھی پینے کے لئے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں
(کر مبیا گاتا ہوا اندر جاتا ہے)

جگیا۔
(آنکھ سے اشارہ کرکے) آج خوب چڑھی ہے۔

بالیا۔
(ہنسکر) آؤ جب تک ہم بھی چٹا پی لیں۔

(پردہ)

ایکٹ سوّم

منظر چہارم

(سابق واقعہ کے ایک سال کے بعد راج بابی کے ساتھ اپنے کھیت پر آتا ہوا نظر آتا ہے)

بابی -
تو نائب ناظم صاحب آج آ کے کیا دیکھیں گے۔ راج۔

راج -
اصل میں تو وہ یہ دیکھنے آ رہے ہیں کہ میرے کھیت کا کیا حال ہے مگر بابی آج ہی میری قسمت کا بھی فیصلہ ہے۔

بابی -
قسمت کا فیصلہ؟

راج -
قسمت ہی کا فیصلہ نہیں بلکہ جینے اور جیتے جی مرنے کا فیصلہ۔

بابی -
(مذاق سے) اوہو۔ آج تو ایسی باتیں کر رہے ہو جیسے سو برس کا بڈھا۔

راج -
ہونہہ! اگر میں سو برس کا بڈھا ہوتا تو کسی پر مرنے کی صلاحیت ہی مجھ میں نہیں ہوتی۔ پھر جینے اور مرنے کا سوال کیا۔

بابی -
نہیں راج بتاؤ تو آج کیا بات ہے؟

راج ۔
دیکھو بابی ۔ درگا نے چار ایکڑ زمین پر گنّا بویا ہے ۔ اور فصل ایسی عمدہ آئی ہے کہ اُس کے بہت سے گنّے میرے کھیت سے اُونچے ہیں ۔ میرے پاس تو صرف دو ہی ایکڑ گنّا ہے ۔

بابی ۔
تو اس سے کیا مطلب ۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ میں اُس کی دوست ہوں جس کے پاس چار ایکڑ گنّا ہو ۔

راج ۔
تم نہیں مگر تمھارے باپ تو سمجھتے ہیں ۔

بابی ۔
ہوں ! میرے باپ کو کہتے ہیں اور اپنے ماموں کو نہیں کہتے ۔

راج ۔
(ہنسکر) یہی تو باتیں ہیں جو دوسروں کو رجھا لیتی ہیں ۔ بابی

بابی ۔
(جھیپ کر) اپنے کام سے کام رکھو راج ۔ تمھیں دوسروں سے کیا واسطہ ۔

راج ۔
اپنے ہی کام سے کام ہے مجھے ۔ درگا نے سال بھر میں بہت ترقی کری ہے باغبانی کا سامان جمع کر لیا ہے ۔ مرغیاں بھی بڑھا لی ہیں ۔

بابی ۔
تو پھر اس سے کیا ہوتا ہے ۔

راج ۔
میں یہ کہتا ہوں کہ تین سال میں درگا نے یہ سب ترقیاں کی ہیں ۔

مجھے مقابلہ کے لئے صرف ایک سال دیا گیا ہے اور وہ بھی کرمیا جیسے دولتمند کا مقابلہ۔ اپنی دولت سے وہ سب کچھ کرسکتا ہے بابی وہ تمکو خرید سکتا ہے (افسردہ ہو جاتا ہے)

بابی۔

راج!

راج۔

وہی کامیاب ہے بابی۔ وہی قسمت کا دھنی ہے۔ وہی تمھارا ہوگا اور اسی کی تم ہوگی۔

بابی۔

(پہلے تو تفکر کا اظہار کرتی ہے پھر راج کو بہلانے کے لئے ہنستی ہے) ڈرپوک کہیں کا مقابلہ سے ڈرتا ہے جا میں ایسے آدمی سے نہیں بولتی۔

راج۔

(ہنسکر) تو یہاں پروا کس کو ہے کسی کے بولنے نہ بولنے کی نے میں جاتا ہوں کسی کو چھوڑے جاتا ہوں سامنے کرمیا آرہا ہے جس کا دل چاہے اس سے جاکے باتیں کرلے۔

(راج روانہ ہوتا ہے۔ بابی پلٹ کر دیکھتی ہے کرمیا قریب نظر آتا ہے۔ بابی لپک کر راج کا ہاتھ پکڑ لیتی ہے اور جانے لگتی ہے کرمیا کو غصہ آتا ہے)

کرمیا۔

کہاں جاتے ہو (راج اور بابی دونوں ٹھیر جاتے ہیں) راج ابھی تجھکو حق نہیں ہے کہ بابی کو بہکا بہکا کے تو اپنے ساتھ رکھے۔ ذرا اپنے حواسوں میں رہ۔

راج۔

ورنہ!

کرمیا۔ ورنہ میں دوستی وغیرہ کا خیال نہیں کرونگا اور اتار کے استنے لگاؤنگا۔
کہ عمر بھر یاد کریگا۔

راج۔
گویا ابتک دوستی کا بہت خیال کرتے رہے ہو تم۔ شرم تو نہیں آتی
کہتے ہوئے۔

کرمیا۔
میں پھر کہتا ہوں کہ بابی کا ہاتھ چھوڑ دے۔

راج۔
ہوں! (راج بابی کے ہاتھ کو اُٹھا کر اپنی بغل میں دبا لیتا ہے)

کرمیا۔
چھوڑ۔
(راج منہ چڑھا کر چلا جاتا ہے کرمیا کو سخت غصہ آتا ہے اور وہ لپکنے کا
ارادہ کرتا ہے مگر درگا آجاتا ہے اور اُسے روک لیتا ہے)

درگا۔
کرمیا۔ ذرا سمجھ سے کام لو۔

کرمیا۔
میں خون چوس لونگا اُس کا۔

درگا۔
مگر اُس کے خون میں بابی تو ملی ہوئی ہے نہیں۔ تھوڑی ہی دیر میں
فیصلہ ہوتا ہے۔ نائب صاحب آتے ہی ہونگے۔

کرمیا۔
آئیں گے تو کیا ہو گا۔ درگا فیصلہ کریں گے میرے خلاف۔ میں نے
ہزاروں روپیہ خرچ کیا ہے مگر راج کا مزرعہ تمام ترقیوں سے بھرا پڑا ہے

پٹن چرو کے مہتمم صاحب نے وہی ترقی کی جتنی باتیں بتائیں وہ سب اُس نے کرلی ہیں۔ گھر اُس کا صاف ستھرا رہنے لگا ہے۔ مرغیاں اُس نے پال رکھی ہیں۔ دس دس مہینے کی مرغیاں ہیں مگر دو دو سال کی معلوم ہوتی ہیں۔ باغیچہ اُس نے لگا رکھا ہے۔ہارٹیکلچرسٹ صاحب آ کے دیکھ بھی گئے ہیں اور بہت سی باتیں بتا گئے ہیں۔ سو روپیہ کی ترکاریاں تو ابھی حال ہی میں بیچ چکا ہے۔ سال پورا ہوتے ہی کھیتوں سے اُسے دو ہزار روپیہ مل جائیگا۔ درگا دو ہزار تھوڑا نہیں ہوتا آخر یہ سب محکمہ زراعت کے مشورہ ہی سے تو ہوا۔ پھر زراعت والے ہی آ کے فیصلہ کریں گے اور راج کو اوّل ٹھیرائیں گے۔

درگا۔

لیکن زراعت والے بے انصاف نہیں ہیں فیصلہ کرنے میں نائب ناظم صاحب سچ بات کہیں گے۔ تم یونہی فضول بکا کرتے ہو۔ چلو کھیت پر چلیں اب اُن کے آنیکا وقت آگیا ہے۔

(دونوں جاتے ہیں)

(پردہ)

ایکٹ تیسرا

منظر پنجم۔

(نائب ناظم آتے ہیں اُن کے ہمراہ گاؤں کے آدمی۔ پٹیل۔ کشٹیا۔ سبھا۔ راج۔ راج کی ماں درگا۔ کرمیا وغیرہ سب آتے ہیں۔)

نائب صاحب۔
کہو جی کشٹیا۔ تمھارا مزاج تو اچھا ہے۔

کشٹیا۔
کرپا ہے سرکار کی۔

نائب صاحب۔
اب بھی زراعت والوں کو دشمن سمجھتے ہو یا نہیں۔

کشٹیا۔
نہیں سرکار میری کیا اوقات ہے کہ سرکار کو دشمن سمجھوں۔

نائب صاحب۔
تم تو اسی بات پر اپنے لڑکے سے لڑتے رہے ہو۔

سبھا۔
سرکار کی بدولت اب تو وہ بڑا محنتی اور بوڑھا ہوگیا ہے۔

کشٹیا۔
سرکار میرے ایک ہی تو اولاد ہے پڑھا لکھا لڑکا ہے۔ کاروبار مجھ سے اچھا کرتا ہے۔ پھر اب میں کیوں اس سے لڑوں۔

نائب ناظم۔ تو مطلب یہ ہے کہ تم خوش ہو گئے اُس سے۔

ماں۔

جب سے رجوے کا کھیت لہلہایا ہے اور سرکار نے اُس کو مدد دی ہے۔ تب سے سب خوش ہیں۔ سرکار نے تو کھیت کو سونے کا نوالہ بنا دیا ہے۔

سبھا۔

درگا کو بھی تو سرکار ہی نے بڑھایا ہے۔

نائب صاحب۔

ہاں جی۔ ایک درگا اور ایک راج پر کیا منحصر ہے جو ہماری رائے پر عمل کریگا ہم اُس کے لئے سب کچھ کرنے کو تیار ہیں۔

سبھا۔

سرکار نے رجوے اور درگا دونوں کے کھیت آج دیکھ لئے کس کا کام اچھا ہے۔

نائب صاحب۔

دونوں بہت اچھے ہیں۔ درگا کے دھان پک گئے ہیں۔ راج کے دھان خوب لہلہا رہے ہیں نیشکر بھی دونوں کے خوب اونچے ہیں

راج۔

(بابی سے چپکے چپکے) بابی۔ ان کی زبان کے دو لفظوں پر ہماری تمھاری قسمت کا فیصلہ ہے۔

بابی۔

(محبت سے دیکھکر) راج۔

نائب صاحب۔

درگا تو اب بہت پرانے کاشتکار ہو گئے ہیں تجربہ کار ہیں کام کو سمجھ گئے ہیں۔ اب تو یہ خود دوسروں کو سکھا سکتے ہیں۔

درگا۔
یہ سب سرکار ہی کی پرورش ہے ۔

ماں۔
تو دونوں میں کس کا کام اچھا ہے۔

درگا۔
کسی کا بھی اچھا ہو۔ راج میرا دوست ہے میں تو ہمیشہ اُس کے کام کو اچھا کہونگا۔

راج۔
(آہستہ) شکریہ تمھارا۔ مگر اچھے دوست ہو۔ بابی کو مجھ سے چھڑانے کے وقت دوستی کا خیال نہیں آیا۔

درگا۔
یہ کیا کہہ رہے ہو۔ راج میں شادی کی کوشش ضرور کر رہا تھا مگر جس دن سے مجھے معلوم ہوا کہ تمھاری نظر بابی پر ہے اُس دن سے میں بابی کو بہن سمجھنے لگا۔

راج۔
(خوش ہو کر درگا کا کندھا پکڑ کے ہلانے لگتا ہے) خوب۔ یہ سالا نامفت ملا۔

سبھا۔
درگا اور راج نے تھوڑے ہی دنوں میں بڑا کام کرلیا ہے۔

نائب صاحب
ہاں بڑا کام کرلیا ہے درگا اپنے گاؤں میں اوّل ہیں اور راج اپنے موضع میں۔

ماں۔
مگر سرکار۔ دونوں میں کون اوّل ہے۔

نائب صاحب۔
(ہنسکر) تو مقابلہ کرنے کی کیا ضرورت ہے دونوں اپنی اپنی جگہ پر اوّل ہیں۔

درگا۔
سرکار۔ یہاں ایک بڑا قصہ آپکے فیصلہ پر اٹکا ہوا ہے آپ ابھی کرمیا کا گنّے کا کھیت دیکھ آئے ہیں اور راج کا کھیت بھی سرکار نے دیکھ لیا کس کا کھیت اچھّا ہے۔

نائب صاحب۔
کیوں۔ راج اور کرمیا کا کیا مقابلہ ہے۔

درگا۔
سبھا اور کشٹیا نے شرط لگائی ہے کہ اب کی فصل پر جس کی فصلیں اچھّی ہونگی اسی کے ساتھ بابی کی شادی ہو گی۔

سبھا۔
اور جس کے ساتھ بابی کی شادی ہوگی میں اس کو اپنی سو ایکڑ زمین بھی دیدونگا۔

نائب صاحب۔
(ہنسکر) اچھّا یہ تو خوب شرط ہے یہ شادی خانذانی شادی نہیں بلکہ زرعی شادی ہوگی مگر اس معاملہ میں میں کچھ نہیں کہونگا۔

ماں۔
(خوشامد سے) نہیں سرکار میں پاؤں پڑتی ہوں آپ فیصلہ کر دیں۔

نائب صاحب۔
دیکھو جی۔ یہ معاملہ ہے آپس کی رقابت کا۔ اس میں میں کیوں دخل دوں تم لوگ جو مناسب سمجھو کرو۔ ایک بات ہے کہ جس کی بھی شادی ہو

ہم اُس کو مبارکباد دیں گے اور یہ بات تو گاؤں بھر کے کرنیکی ہے خود درگا کو فیصلہ کرنا چاہیئے اب یہ تجربہ کار ہو گئے ہیں۔

کرمیا۔
سرکار درگا تو راج کے دوست ہیں۔ انہیں کی ایسی کہیں گے۔

پٹیل۔
اُنکی ایسی کیسے کہیں گے گاؤں میں اور بھی دیکھنے والے ہیں۔

سبھا۔
اچھا تو پٹیل کو پنچ بناؤ اور سب مل کے فیصلہ کرو۔

درگا۔
ہاں یہ ٹھیک ہے۔

پٹیل۔
پہلے دیسمکھ کی رائے معلوم ہونا چاہیئے۔

دیسمکھ۔
کرمیا میرے گاؤں کا رہنے والا ہے۔ مگر میں کسی کی طرفداری نہیں کرونگا۔ راج اور کرمیا کے کھیتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے کیوں درگا تم کیا کہتے ہو۔

درگا۔
میں نے دونوں کے کھیت دیکھے ہیں راج نے جہاں جیسی ضرورت تھی ویسا کام کیا ہے۔ کرمیا نے کھیت کو بنانے کے لئے روپیہ پانی کی طرح بہایا ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ فصل سے روپیہ ملتا ہے۔ روپیہ سے فصل تھوڑے ملتی ہے۔ میرے خیال میں تو راج کا کھیت .... (سب ہم آواز ہو کر)
اچھا ہے اچھا ہے۔

پٹیل
کرمیا کے کھیت سے اچھا ہے۔

راج۔
وہ مارا۔

سب آپس میں مختلف قسم کی باتیں کرنے لگتے ہیں کرمیا افسردہ ہو جاتا ہے۔ مگر راج اور رابی کی خوشی کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کے ہلاتے ہوئے مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ راج کرمیا کو پھر چڑھاتا ہے کرمیا غصہ ہو کے رہجاتا ہے رابی مسکراتی اور شرماتی ہوئی جلدی جلدی گھر کی طرف چلی جاتی ہے۔ سبھا کشٹیا اور راج کی ماں سب ایک ساتھ تیزی سے مختلف قسم کی باتیں کرنے لگتے ہیں۔ نائب صاحب اس خوشی کے اظہار پر خوش ہو کے مسکراتے ہوئے اپنے ماتحتوں کو لئے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ راج ان سب کو پہنچانے کے لئے پیچھے پیچھے سڑک تک جاتا ہے۔

(پردہ)

تمام شد

محمد حیدر حسن نشتر

فرہنگ

باغات ۔ حیدرآباد کی ریاست کے ایک ضلع کا نام ۔
باغ عامہ ۔ حیدرآباد کا باغ جس میں زندہ جانوروں کا عجائب خانہ بھی ہے ۔
باؤلی ۔ کنواں ۔
بنڈی ۔ بیل گاڑی ۔
پٹیل ۔ گاؤں میں سرکار کی طرف سے مالگزاری وصول کرنے والا ملازم ۔
تری ۔ جس زمین پر کاشت زیر آبپاشی ہوتی ہو ۔
تعلقدار ۔ کلکٹر ضلع ۔
جاگیردار ۔ زمیندار ۔
جھاڑ ۔ درخت ۔
چپل سینڈ ۔ ناگ پھنی ۔
چٹا ۔ تمباکو پینے کا پتے کا بنا ہوا پائپ ۔
چنچل گوڑہ ۔ حیدرآباد کا ایک محلہ جہاں جیل خانہ ہے ۔
خشکی ۔ بارانی ۔ جس زمین پر آبپاشی کی کوئی صورت نہ ہو ۔
دیسکھ ۔ مکھیا ۔
ساگر متا ۔ ہاتھی چنگھاڑ ۔
سیندھی ۔ کھجور کے درخت کا نشئی عرق ۔
کٹہ ۔ بند ۔
گتہ ۔ ٹھیکہ
معتمد ۔ سکریٹری ۔
ملکی ۔ ریاست حیدرآباد کا باشندہ ۔
منتظم ۔ ہیڈ کلرک ۔
ناظم ۔ ڈائرکٹر ۔
ناگر ۔ ہل ۔

ن ۔ ب ۸۹۱ر۴۳۲

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

19 SEP 1955

[illegible]

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

۳۔ [illegible] کتابیں [illegible] اپنے پاس [illegible] رکھ سکیں گی۔ [illegible] کتابیں دو ہفتہ [illegible] واپس نہ ہوں تو [illegible]

۴۔ [illegible] واپس لیا جائیگا۔ [illegible] لازم ہے۔

۵۔ [illegible] کتب خانہ میں کتاب [illegible] خراب ہو جائیں تو [illegible] ذمہ داری [illegible] ہوگی۔

۶۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان سیاہی یا پنسل سے نہ لگایا جائے۔

۷۔ قلمی نسخے [illegible] کی کتابیں جاری نہیں کی جائیں گی فقط